Postal Reg.No.GDP/001/2013-15

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّ اَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 64

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ

بدر

قادیان

BADR

The weekly   Qadian

شمارہ 20

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا 80 ڈالر
امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

24-رجب 1436 ہجری قمری   14-ہجرت 1394 ہش   14-مئی 2015ء

اخبار احمدیہ

قادیان دارالامان: سیدنا حضرت امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازئ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدۡ اِمَامَنَا بِرُوۡحِ الۡقُدُسِ وَبَارِکۡ لَنَا فِیۡ عُمُرِہٖ وَاَمۡرِہٖ۔

حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خِلقت سے اور اَسفل سے اَسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر

(ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درجہ عالیہ کی شناخت کے لئے اس قدر لکھنا ضروری ہے کہ مراتب قرب و محبت باعتبار اپنے روحانی درجات کے تین قسم پر منقسم ہیں۔ سب سے ادنیٰ درجہ جو درحقیقت وہ بھی بڑا ہے یہ ہے کہ آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو گرم تو کرے اور ممکن ہے کہ ایسا گرم کرے کہ بعض آگ کے کام اُس محرور سے ہو سکیں لیکن یہ کسر باقی رہ جائے کہ اُس متأثر میں آگ کی چمک پیدا نہ ہو۔ اِس درجہ کی محبت پر جب خدا تعالیٰ کی محبت کا شعلہ واقع ہو تو اِس شعلہ سے جس قدر روح میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس کو سکینت و اطمینان اور کبھی فرشتہ و ملک کے لفظ سے بھی تعبیر کرتے ہیں۔

دوسرا درجہ محبت کا وہ ہے جو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جس میں دونوں محبتوں کے ملنے سے آتش محبت الٰہی لوح قلب انسان کو اس قدر گرم کرتی ہے کہ اُس میں آگ کی صورت پر ایک چمک پیدا ہو جاتی ہے۔ لیکن اُس چمک میں کسی قسم کا اشتعال یا بھڑک نہیں ہوتی۔ فقط ایک چمک ہوتی ہے جس کو روح القدس کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیسرا درجہ محبت کا وہ ہے جس میں ایک نہایت افروختہ شعلہ محبت الٰہی کا انسانی محبت کے مستعد فتیلہ پر پڑ کر اُس کو افروختہ کر دیتا ہے اور اس کے تمام اجزا اور تمام رگ و ریشہ پر استیلا پکڑ کر اپنے وجود کا اتم اور اکمل مظہر اس کو بنا دیتا ہے اور اس حالت میں آتشِ محبتِ الٰہی لوحِ قلب انسان کو نہ صرف ایک چمک بخشتی ہے بلکہ معاً اس چمک کے ساتھ تمام وجود بھڑک اٹھتا ہے اور اس کی لوئیں اور شعلے ارد گرد کو روز روشن کی طرح روشن کر دیتے ہیں اور کسی قسم کی تاریکی باقی نہیں رہتی اور پورے طور پر اور تمام صفاتِ کاملہ کے ساتھ وہ سارا وجود آگ ہی آگ ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت جو ایک آتش افروختہ کی صورت پر دونوں محبتوں کے جوڑ سے پیدا ہو جاتی ہے اس کو روح امین کے نام سے بولتے ہیں کیونکہ یہ ہر یک تاریکی سے امن بخشتی ہے اور ہر یک غبار سے خالی ہے اور اس کا نام شدید القویٰ بھی ہے کیونکہ یہ اعلیٰ درجہ کی طاقت وحی ہے جس سے قوی تر وحی متصور نہیں۔ اور اس کا نام ذُو الۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی بھی ہے کیونکہ یہ وحی الٰہی کے انتہائی درجہ کی تجلّی ہے اور اس کو رَاٰی مَارَاٰی کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے کیونکہ اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان و وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے۔ اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو اِرتقاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔ حکمتِ الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سے ادنیٰ خِلقت سے اور اَسفل سے اَسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہیں کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنی کمالاتِ تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اس کو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے۔ اس کا نام مقام جمع اور مقام وحدت تامہ ہے۔ پہلے نبیوں نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خبر دی ہے اسی پتہ و نشان پر خبر دی ہے اور اسی مقام کی طرف اشارہ کیا ہے اور جیسا کہ مسیح اور اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ ایسا ہی یہ وہ مقام عالی شان مقام ہے کہ گذشتہ نبیوں نے استعارہ کے طور پر صاحب مقام ہذا کے ظہور کو خدائے تعالیٰ کا ظہور قرار دے دیا اور اس کا آنا خدائے تعالیٰ کا آنا ٹھہرایا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح نے بھی ایک مثال کو پیش کر کے فرمایا ہے کہ انگورستان کا پھل لینے کے لئے اوّل باغ کے مالک نے (جو خدائے تعالیٰ ہے) اپنے نوکروں کو بھیجا یعنی ابتدائی (ابتدائی درجہ پڑھا جائے۔ شمس) کے قرب والوں کو جس سے مراد وہ تمام صلحا ہیں جو حضرت مسیح کے زمانہ میں اور اُسی صدی میں مگر کسی قدر ان سے پہلے آئے پھر جب باغبانوں نے باغ کا پھل دینے سے انکار کیا تو باغ کے مالک نے تاکید کے طور پر اپنے بیٹے کو ان کی طرف روانہ کیا تا اُس کو بیٹا سمجھ کر باغ کا پھل اس کے حوالہ کریں۔ بیٹے سے مراد اس جگہ مسیح ہے جن کو دوسرا درجہ قرب اور محبت کا حاصل ہے مگر باغبانوں نے اُس بیٹے کو بھی باغ کا پھل نہ دیا بلکہ اپنے زعم میں اسے قتل کر دیا بعد اِس کے حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اب باغ کا مالک خود آئے گا یعنی خدائے تعالیٰ خود ظہور فرمائے گا تا باغبانوں کو قتل کر کے باغ کو ایسے لوگوں کو دیدے کہ اپنے وقت پر پھل دے دیا کریں اس جگہ خدائے تعالیٰ کے آنے سے مراد حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا آنا ہے جو قرب اور محبت کا تیسرا درجہ اپنے لئے حاصل رکھتے ہیں اور یہ سب روحانی مراتب ہیں کہ جو استعارہ کے طور پر مناسب حال الفاظ میں بیان کئے گئے ہیں یہ نہیں کہ حقیقی ابنیت اس جگہ مراد ہے یا حقیقی الوہیت مراد لی گئی ہے۔

(توضیح مرام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 63 تا 66)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افراد خاندان پر
اخبار ''منصف'' حیدرآباد کے اعتراضات کا جواب

قسط: 43

روز نامہ ''منصف'' حیدرآباد میں حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ اور مقدس افرادِ خاندان کے خلاف افترا اور بہتان طرازیوں پر مشتمل دلآزار مضامین جو محمد متین خالد کے نام سے شائع ہوتے رہے، ان گالیوں کا جواب حوالہ بخدا!

آج کل حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے عقائد کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے اور'' قادیانیت اپنے آئینہ میں'' عنوان کے تحت مضامین شائع کیے جارہے ہیں۔ ان مضامین کی حقیقت ظاہر کرنے کیلئے جواب بھجوایا جاتا ہے تو فائل کر دیا جاتا ہے۔ ''منصف'' کو اپنے اس انصاف پر دُنیا میں نہیں تو خدا تعالیٰ کی عدالت میں ضرور جواب دہ ہونا پڑے گا۔ بہر حال سو سال سے اِن گھسے پٹے اعتراضات کا جواب دیا جا تا رہا ہے، ایک مرتبہ پھر ہم اپنے ہفت روزہ اخبار ''بدر'' میں شائع کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ''منصف'' کی دُھول سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائیوں کی آنکھیں صاف فرماوے آمین! (مدیر)

معاندین احمدیت کی شرمناک تحریف کاریاں

معترض نے لکھا کہ مرزا محمود خلیفہ دوم آف قادیان کہتا ہے کہ:

''میں یہ کہتا ہوں مکہ معظّمہ کا حج موقوف ہوگیا اور اس کے بجائے قادیان آنا حج کا درجہ رکھتا ہے۔ الفضل 11 دسمبر 1932ء'' (منصف 14۔2۔14)

اب اصل حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

''حج کو بھی شاعروں نے باندھا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے ؎ دل بدست آور کہ حج اکبر است

(یہ شعر ابوسعید فضل اللہ بن ابوالخیر احمد بن محمد بن ابراہیم (۳۵۷۔۴۴۰ ق) معروف بہ شیخ ابوسعید ابوالخیر عارف کا ہے۔ اس کا اگلا مصرعہ ہے 'از ہزاراں کعبہ یکدل بہتر است'۔ ناقل)

کسی کا دل ہاتھ میں لینے کو حج اکبر کہا گیا ہے لیکن میں نے تو حج بھی نہیں کہا تھا بلکہ ظلی حج کہا مگر شاعر جو کچھ کہیں اسے تو بخوشی سن لیتے ہیں لیکن میں جو بات کہوں اسے کفر اور ضلالت قرار دینے لگ جاتے ہیں ...... **اگر میں یہ کہتا کہ مکہ معظّمہ کا حج موقوف ہوگیا اور اس کی بجائے قادیان آنا حج کا درجہ رکھتا ہے تو وہ اعتراض کر سکتے تھے (یعنی لاہوری جماعت کے لوگ۔ ناقل) مگر مکہ معظّمہ کا حج تو قائم ہے۔''**

(تقریر بر موقع جلسہ سالانہ قادیان 27 دسمبر 1932ء۔ انوار العلوم جلد 12 صفحہ 565)

افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ ہم کہاں تک ان شرمناک تحریف کاریوں کا ثبوت دیں۔ کسی کے جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ایک جھوٹ ہی کافی ہے لیکن یہاں تو ایک دفتر جمع ہو چکا ہے۔

یہ ہے ان معترضین کا اصلی چہرہ۔ دعوے تو بڑے بڑے ہیں، اسلام کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور ''بھولے بھالے سادہ لوح مسلمانوں'' کو احمدیت کے چنگل سے چھڑانا چاہتے ہیں اور یوں ظاہر کرتے ہیں کہ گویا ان کے سینوں میں اسلام کی محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے اور کام یہودیوں والے! انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وضاحت

☆ گزشتہ قسط میں معترض کے ایک غلط حوالے کی نشان دہی کی گئی تھی جس میں اس نے مکرم ظفر محمد صاحب کے بعض اشعار کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کیا تھا۔ اس میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک شعر تھا جو یہ ہے:

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

واضح رہے کہ مکرم ظفر محمد صاحب نے دراصل ان اشعار پر تضمین کہی تھی۔ باقی پوری نظم ان کی ہی ہے صرف یہ دو مصرعے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہیں۔

سیدنا حضرت مصلح موعودؓ پر مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے الزام کا جواب

☆ دوسری وضاحت یہ ہے کہ معترض نے الفضل 12 ستمبر 1935 کے حوالے سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا تھا کہ آپؓ نے فرمایا ہے کہ ''میں ان لوگوں سے متفق نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی حرمین شریفین پر حملہ نہیں کیا جا سکتا۔ مدینہ پر بھی چڑھائی ہوسکتی ہے۔''

اس سلسلے میں خاکسار نے لکھا تھا کہ مذکورہ اخبار میں یہ حوالہ موجود نہیں، یہ درست ہے۔ آپؓ کا یہ قول اخبار الفضل 12 ستمبر 1935 میں نہیں بلکہ 10 ستمبر 1925 میں شائع ہونے والے خطبہ جمعہ میں ہے۔ لیکن اس میں بھی معترض نے تحریف کاری سے کام لیا ہے۔

معترض نے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے اس قول کو سیاق و سباق سے ہٹا کر پیش کر کے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ مقامات مقدسہ پر حملے کے خواہاں تھے جبکہ ایسا بالکل نہیں ہے۔ اس جگہ تو حضورؓ فرماتے ہیں کہ ہم مقامات مقدسہ کی توہین کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔

درحقیقت آپؓ نے یہ بات اس وقت بیان فرمائی جب حضرت محمد بن عبد الوہابؒ کے معتقدین (نجدیوں) کی گولہ باری سے مقامات مقدسہ کو بہت نقصان پہنچ رہا تھا۔ بعض مقامات کی دیواریں شکستہ ہوگئی تھیں اور بعض کے قبے گر گئے تھے مسجد نبوی کو بھی نقصان پہنچا تھا حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ اطہر کے گنبد کو بھی شدید نقصان پہنچا تھا اور اس میں دراڑیں پڑ گئی تھیں۔ (الفضل 8 ستمبر 1925ء صفحہ 11)

مسلمان بجائے اس کے کہ اس بات پر حقیقی معنوں میں غیرت رسول دکھاتے انہوں نے اسے پارٹیوں، گروہوں اور فرقہ بندیوں کا سوال بنا لیا۔ ایک فریق مقامات مقدسہ کی توہین کے خلاف اس لئے آواز اُٹھا رہا تھا کہ اسے نجدیوں سے عداوت تھی اور دوسرا فریق مقامات مقدسہ کو نقصان پہنچنے سے آگاہ ہوتا ہوا اس لئے نجدیوں کی حمایت کر رہا تھا کہ اسے خاندان شریف مکہ سے عداوت تھی جس کے خلاف نجدی برسر پیکار تھے اور جس کی بجائے خود مدینہ پر قابض ہونا چاہتے تھے۔ اور وہ چیز جو ان دونوں گروہوں کے مدنظر ہونی چاہئے تھی وہ ان میں نہیں تھی یعنی محبت رسول۔ مسلمان اپنے ذاتی مفادات اور تحفظات کی خاطر غیرت رسول دکھانے کی بجائے خاموش تماشائی بنے بیٹھے تھے۔ اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مقامات مقدسہ کی بے حرمتی اور توہین سے بے قرار ہو گئے۔ مسلمانوں کی اس روش پر اظہار افسوس کرتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:

''اب یہ لڑتے تو ہیں لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت کے لئے نہیں بلکہ اپنی اپنی ذاتی عداوت کے لئے۔ ایسے موقع پر ان کی یہ روش نہایت ہی معیوب ہے۔ دیکھو ایک باپ کے بیٹے آپس میں تو لڑ سکتے ہیں لیکن وہ باپ سے نہیں لڑ سکتے اور جب باپ کی عزت اور حرمت کا سوال ہو تو اس وقت ان کی لڑائی نہایت ہی شرمناک ہے۔ نجدی شریفیوں کے ساتھ تو جنگ کر سکتے ہیں اور ان پر گولہ باری بھی کر سکتے ہیں لیکن وہ یہ کسی طرح نہیں کر سکتے کہ مقامات مقدسہ کو اس گولہ باری سے نقصان پہنچائیں اور خاص کر مسجد نبوی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مبارک کی ہتک کریں اور دوسرے لوگ بھی اگر ان کے دل میں رسول کریمؐ کی عزت ہوتی تو وہ یہ روش اختیار نہ کرتے۔''

حضورؓ نے خلافت کمیٹی کی سیاسی قلابازیوں کا پردہ فاش کرتے ہوئے فرمایا:

''خلافت کمیٹی کا ایک پرانا حربہ ہے اور وہ یہ کہ سارا قصور دوسرے کے سر پر دھر دیتی ہے۔ میں حیران تھا کہ اس وقت تک اس نے یہ حربہ کیوں استعمال نہیں کیا مگر آخر اس نے اسے چلا ہی دیا۔ چنانچہ شوکت علی صاحب نے یہ کہہ دیا ہے کہ روضہ رسولؐ پر جو گولیاں لگی ہیں وہ نجدیوں کی نہیں ہوسکتیں بلکہ انہی کی ہوں گی جو مدینہ پر قابض ہیں یعنی ہاشمیوں کی ...... میں سمجھتا تھا کہ ان کے دل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ضرور ہے۔ لیکن اس واقعہ سے میں سمجھتا ہوں شوکت علی صاحب کے دل میں حب رسول اللہ ہرگز نہیں ہے وہ ایک طرف تو روضہ رسول کی توہین کی تردید کر رہے ہیں اور دوسری طرف یہ تلقین کر رہے ہیں کہ مسلمانوں کو جوش نہیں دکھانا چاہیے۔ صبر اور تحمل سے کام لینا چاہیے اور اصل حالات معلوم ہونے تک جو خدا جانے کب معلوم ہوں، ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالنا چاہیے۔ میں نہیں سمجھتا اگر کوئی کسی سے آکر کہے کہ تیرے باپ کی قبر گرا دی گئی ہے تو وہ اطمینان سے بیٹھا رہے گا اور کہے گا میں تمہاری بات پر اعتبار نہیں کرتا جب مجھے یقین آجائے گا کہ قبر گرا دی گئی ہے تب جا کر دیکھوں گا بلکہ اسی وقت اس کا چہرہ متغیر ہو جائے گا اور وہ دیوانہ وار بھاگ پڑے گا۔''

حضور نے فرمایا: **''میں ان لوگوں کے ساتھ متفق نہیں جو کہتے ہیں کہ کسی صورت میں بھی حرمین پر حملہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ میرے نزدیک ایسے حالات پیدا ہوسکتے ہیں جن میں حملہ ہوسکتا ہے لیکن مقامات مقدسہ کی حفاظت ہر حال میں لازمی ہے**...... اگرچہ ہم اپنے خیال کے مطابق مجبور ہیں کہ یہ مانیں کہ اللہ تعالیٰ خود حرمین کی حفاظت کرے گا اور انہیں گزند سے بچائے گا مگر جو مقامات مقدسہ کے احترام کا خیال رکھے بغیر گولہ باری کرتا ہے وہ اپنے خیال میں انہیں گراتا ہے اور باوجود اس عقیدہ کے کہ خدا تعالیٰ انہیں محفوظ رکھے گا ہوسکتا ہے کہ انہیں نقصان پہنچ جائے۔ کیونکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ ایک انسان اپنے اعتقاد کے موافق خیال کرتا ہے کہ ایسا نہیں ہوگا لیکن بعض اسباب ایسے پیدا ہو جاتے ہیں اور بعض ایسے مخفی مصالح ہوتے ہیں جن تک انسانی عقل کی رسائی نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کے ماتحت خیال کے خلاف بات ہو جاتی ہے۔ مثلاً صحابہ خیال کرتے تھے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت نہیں ہوسکتے جب تک تمام کے تمام منافقین دنیا سے نابود نہ ہو جائیں لیکن خدا تعالیٰ کی مصلحت نے ان کا یہ خیال غلط ثابت کر دیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تو فوت ہو گئے لیکن منافق باقی رہ گئے۔ صحابہ کا یہ خیال ہی اس وجہ سے ہوا کہ حضرت عمر کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کے موقع پر تلوار لے کر یہ کہتے ہوئے کھڑا ہونا پڑا کہ جو یہ کہے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہو گئے ہیں میں اس کا سر کاٹ دوں گا۔ پس ہم یہ استدلال تو کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خود حرمین کی حفاظت کریگا لیکن اس استدلال کے غلط ہونے کی بھی گنجائش ہے۔

اگر یہ ہماری رائے کہ حرمین کی ظاہری رنگ میں حفاظت ضروری ہے درست نہیں اور اس کے اندر کوئی اور بات ہو جسے ہم نہ سمجھ سکتے ہوں اور جو ہو ہماری کوششوں سے وابستہ تو ہوسکتا ہے کہ خدا تعالیٰ یہ فیصلہ کرے کہ مسلمان جب خود نہیں حفاظت کرتے تو ہم کیوں کریں لیکن خواہ کچھ بھی ہو اگر خدانخواستہ روضہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نقصان پہنچا تو صدیوں تک مسلمان دنیا کے سامنے منہ دکھانے کے قابل نہیں ہوسکتے۔ خانہ کعبہ تو کئی دفعہ گرا اور بنا لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر کو اگر نقصان پہنچا تو پھر اس کا ازالہ نہیں ہوسکتا۔

جب تک جنگوں میں گولے استعمال نہیں کئے جاتے تھے اس وقت اس کا اتنا خطرہ نہیں تھا لیکن اب جبکہ گولوں کا استعمال عام ہو رہا ہے تو یہ خطرہ بھی پہلے سے زیادہ ہو گیا ہے۔ آج کل کے توپخانہ کا گولہ تو پچاس پچاس گز زمین اُڑا کر لے جاتا ہے اور نہایت گہری خندقیں پیدا کر دیتا ہے ...... تو جو گولے زمین میں اتنے اتنے شگاف پیدا کر سکتے ہیں کہ زمین کے نیچے سے پانی نکل آئے کیا وہ یہ نہیں کر سکتے کہ روضہ مبارک کو چکنا چور کر دیں بلکہ اس کی زمین تک کو اُڑا دیں۔ پس **اگر خدانخواستہ نجدیوں کی اس اندھا دھند گولہ باری سے یہی صورت پیدا ہو جائے تو یہ دن مسلمانوں کے لئے موت کا دن ہوگا اور پھر وہ دنیا میں منہ دکھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ مدینہ پر چڑھائی ہو ہی نہیں سکتی۔ چڑھائی تو ہو سکتی ہے لیکن اس طرح نہیں کہ مقدس مقامات کے احترام کا خیال نہ رکھا جائے۔**

...... ان نجدیوں سے تو ترک ہی ہزار درجہ بہتر تھے۔ انہوں نے جب شریف کے بغاوت کرنے کی وجہ سے مکہ پر گولہ باری کی اور ایک گولہ حرم کے قریب جا گرا اور اس کے پردے کو آگ لگ گئی تو انہوں نے فی الفور ہتھیار ڈال دیئے اور کہہ دیا کہ ہم حملہ نہیں کرتے۔ تم ہی قابض رہو لیکن نجدیوں نے جو حملہ کیا وہ **نامعقول سے نامعقول آدمی کے نزدیک بھی کوئی عمدہ کام نہیں اور پھر ان کی اس گولہ باری کو دیکھ کر جس سے مقامات مقدسہ، مسجد نبوی، مسجد و مزار سیدنا حمزہؓ اور پھر سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روضہ مبارک کو نقصان پہنچ رہا ہے کوئی شخص نہیں جو انہیں اچھا سمجھ سکے یا ان کے حملے کو مناسب خیال کرے۔**

پس نجدیوں کے حملے نے ایک نازک حالت پیدا کر دی ہے اور اس قسم کے خطرہ کی صورت ہوگئی ہے کہ

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مذہب کے مخالفین کی طرف سے آج کل بڑی شدّت سے ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ اگر مذہب کو مانے بغیر ہی اخلاق اچھے ہوں تو پھر مذہب کو ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ آج کل دیکھنے میں یہ بھی آتا ہے کہ دنیاداروں کی اکثریت کے اخلاق مذہب کے ماننے والوں کے اخلاق سے زیادہ بہتر ہیں

اس اعتراض کے جواب کے لئے ضروری ہے کہ ہم اخلاق کی درستی، مادی ترقی اور مذہب کے تعلق کو سمجھنے کی کوشش کریں

اس موضوع پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ایک خطبہ کے حوالہ سے قرآن مجید اور اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں احباب کی رہنمائی

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 24 اپریل 2015ء بمطابق 24 شہادت 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

ایک سوال آجکل پہلے سے زیادہ شدت سے نوجوانوں کے ذہنوں میں خاص طور پر اور معاشرے میں عموماً ان لوگوں کی طرف سے کثرت سے پھیلایا جاتا ہے جو مذہب کے خلاف ہیں۔ یا صحیح رہنمائی نہ ہونے کی وجہ سے وہ مذہب بلکہ خدا سے بھی دُور ہٹ گئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر اچھے اخلاق ہوں یا اگر دنیاوی تعلیم اچھے اخلاق کی طرف لے جاتی ہے تو پھر مذہب کے ماننے کی کیا ضرورت ہے؟ مذہب بھی تو یہی دعویٰ کرتا ہے یا مذہب کے ماننے والے یہ کہتے ہیں کہ وہ تمہیں اچھے اخلاق سکھاتا ہے۔ تو اخلاق تو ہمارے اندر بغیر مذہب کے پیدا ہو گئے۔ بلکہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دنیاداروں کی اکثریت کے اخلاق مذہب کے ماننے والوں کے اخلاق سے زیادہ بہتر ہیں اور خاص طور پر اسلام کو اس حوالے سے نشانہ بنایا جاتا ہے۔

دوسرے مذاہب کی اکثریت تو مذہب کے معاملے میں تقریباً لاتعلق ہو چکی ہے صرف اسلام ایسا مذہب ہے جس کی طرف منسوب ہونے والی اکثریت اپنے دین کے ماننے کا اظہار کرتی ہے یا بے عمل مسلمانوں کی اکثریت بھی اپنے آپ کو کھل کر مسلمان کہتی ہے، مذہب کی طرف منسوب کرتی ہے۔ اسی لئے اصل حملہ اسلام پر ہی ہے اور دین سے ہٹانے کی کوشش میں مختلف طریق سے مختلف نکات پیش کر کے ہمارے بچوں اور نوجوانوں کے ذہنوں کو زہر آلود کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ خاص طور پر مغربی ممالک میں جو طرز تعلیم ہے اس میں جستجو کی طرف، تحقیق کی طرف زیادہ توجہ دلائی جاتی ہے اور یہ بڑی اچھی بات ہے اس طرف توجہ ہونی چاہئے لیکن اس کے صحیح طریق بھی ہونے چاہئیں۔

بہرحال جب نوجوان یا نوجوانی میں قدم رکھنے والے لڑکے لڑکیاں اپنے گھر والوں میں اپنے ماں باپ اور بڑوں کی طرف ذہنوں میں پیدا کئے گئے اور پیدا ہونے والے مختلف سوالوں کے حل کی تلاش کے لئے جاتے ہیں تو یا تو ماں باپ کے پاس اپنے معاشی اور معاشرتی ضروریات اور مصروفیات کی وجہ سے جواب دینے کا وقت نہیں ہوتا یا علم نہیں ہوتا اور اس وجہ سے ان کے سوالوں کا جواب دینے کی بجائے انہیں بسا اوقات دبانے کی کوشش کی جاتی ہے جس سے نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچے بھی سمجھتے ہیں کہ مذہب چاہے وہ اسلام ہی کیوں نہ ہو اس کا دعویٰ تو ہے کہ سچا ہے اور تمام مسائل کا حل ہے لیکن زمانے کے لحاظ سے عملی حل نہیں ہے یا جواب نہیں ہے یا پھر یوں بھی ہوتا ہے کہ بڑوں کے عمل اور بچوں کو جو تعلیم دی جاتی ہے اس میں تفاوت ہوتا ہے۔ بچے ایک وقت تک تو تعلیم کی باتیں سن کر چپ رہتے ہیں لیکن جب آزادی ملتی ہے تو دین سے دُور ہٹ جاتے ہیں اور پھر مذہب سے دور لے جانے والوں کے قبضے میں چلے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اسلام کی خوبصورت تعلیم اور زندہ مذہب ہونے کے اب مسلمانوں میں بھی ایسے لوگ نظر آتے ہیں جو مذہب اور خدا کے انکاری ہیں۔

پس ایسے حالات میں ہم میں سے ہر ایک کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ کس طرح اپنے آپ کو بھی ہم دین پر عمل کرنے والا بنائیں اور اپنی نسلوں کو بھی کس طرح ہم سنبھالیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے اور اس نے مختلف مسائل کے حل بتائے ہیں۔ قرآن کریم ایک مکمل اور کامل کتاب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کا کامل اُسوہ ہمارے سامنے پیش فرماتے ہیں اور اس اُسوہ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم میں ایک انقلابی تبدیلی پیدا کی۔ انہوں نے مذہب کو بھی سمجھا اور اخلاق کو بھی سمجھا بلکہ مادی ترقی بھی حاصل کی۔ لیکن ہر چیز کو اپنی جگہ رکھنے کا اِدراک بھی حاصل کیا کہ مذہب کہاں رکھنا ہے؟ اخلاق کہاں ہیں؟ مادی ترقی کیا ہے؟

پس ہمارے نوجوانوں کو، نوجوانی میں قدم رکھنے والے بچوں بلکہ خاص طور پر بڑوں کو یاد رکھنا چاہئے کیونکہ اگلی نسلوں کو سنبھالنے کی ذمہ داری بڑوں کی ہے کہ ہم اخلاق کی درستی، مادی ترقی اور مذہب کے تعلق کو سمجھنے کی کوشش کریں اور پھر اپنی زندگیوں کو اس کے مطابق ڈھالیں۔ بڑے اس نکتے کو سمجھیں گے تو اگلی نسلوں کو بھی سنبھال سکیں گے۔ نوجوان اس نکتے کو سمجھیں گے تو دینی اور دنیاوی ترقی کی راہیں ان پر کھلیں گی اور ان کو پتا لگے گا کہ اسلام کی تعلیم کتنی خوبصورت تعلیم ہے اور اس کے خلاف بولنے والے جھوٹے ہیں۔

یہ مسئلہ جو آج زیادہ شدت سے لامذہبوں یا مذہب مخالف لوگوں کی طرف سے اٹھایا جاتا ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ پہلے بھی وقتاً فوقتاً اس طرح کے سوال اٹھتے رہے ہیں۔ ہمیشہ سے مذہب پر اعتراض کرنے والے اس مسئلے کو، اسی طرح کی دوسری باتوں کو اٹھاتے رہے ہیں جن سے مذہب پر اعتراض ثابت ہو کیونکہ مذہب کو انہوں نے کبھی بھی صحیح رنگ میں سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور نام نہاد مذہبی علماء نے خود ساختہ غلط حل نکال کر یا صحیح رنگ میں اس مذہب کو نہ سمجھ کر تعلیم یافتہ طبقے کو مزید الجھن میں ڈال دیا ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان کیا ہے کہ ان مسائل کی الجھنوں کو دور کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے۔ آپ علیہ السلام نے ان کو سمجھنے کا اِدراک ہم میں پیدا فرمایا اور یہ مسائل سمجھنے اور ان کے حل نکالنے ہم پر آسان ہوئے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ اس کی روشنی میں ایک خطبہ دیا اور اس میں اخلاق کی درستی، مادی ترقی اور مذہب کا کیا تعلق ہے اور اسلام اس کو کس طرح دیکھتا ہے؟ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرح اپنے عمل سے اور اپنے عملی نمونے سے ہمیں سمجھایا کہ اس کی کیا حقیقت ہے؟ تو جیسا کہ میں نے کہا کہ آپ نے خطبے میں اس بارے میں بیان کیا اور مختصر روشنی ڈالی تھی۔ اس سے استفادہ کرتے ہوئے آج مَیں اس مضمون کو آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

ہم دنیا کو یہ کہتے ہیں اور یقیناً سچ ہے کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جو اللہ تعالیٰ نے عین انسانی فطرت کو مدّنظر رکھتے ہوئے تجویز فرمایا یا نازل فرمایا۔ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ اسلام دین فطرت ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

’’مذہب اور اخلاق اور انسان کی وہ ضروریات جو اس کے جسم کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں ایسی مشترک ہیں

کہ ان میں فرق کرنا مشکل ہے۔ یعنی جو شخص مذہب پر یقین رکھتا ہے وہ اخلاق کو مذہب سے جدا نہیں کر سکتا۔ نہ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مذہب نے مجھے دنیا سے بے پرواہ اور غنی کر دیا اس لئے یہ میری ضروریات نہیں ہیں۔ اگر یہ سوچ ہو کہ مجھے اب کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے تو انسانی ترقی یعنی مادی ترقی کا پہیہ رک جاتا ہے۔ گویا کہ یہ ساری چیزیں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔ مذہب بھی، اخلاق بھی اور مادی ترقی بھی لیکن اس کے باوجود ان میں فرق بھی ہے۔ مذہب پر یقین نہ رکھنے والے تو یہ کہہ کر آزاد ہونے کی کوشش کرتے ہیں کہ اچھے اخلاق اور مادی ترقی انسان کی ضرورت ہے۔ لیکن ایک حقیقی مسلمان کہے گا کہ مذہب کی بھی ضرورت ہے کہ وہ خدا تک پہنچانے کا راستہ دکھاتا ہے۔

پس یہ سوچ کا فرق ہے کہ ہم نے ان چیزوں کو کس طرح دیکھنا ہے اور ان کا آپس کا تعلق کس طرح جوڑنا ہے۔ باقی مذاہب تو مردہ ہو رہے ہیں۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو اِن کا آپس کا جوڑ ثابت کرتا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت نے مذہب کی حقیقت کو نہ سمجھتے ہوئے غلط رنگ میں اخلاقیات سے تعلق رکھنے والی چیزوں اور مادیات سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو مذہب سے اس طرح جوڑا ہے کہ غلُو کی حد تک جا کر بجائے مذہب کو خوبصورت بنا کر پیش کرنے اور اس کے طرف کھینچنے کے مذاہب سے دور کرنے والے بن رہے ہیں۔ نماز روزے سے اتر کر اخلاق اور دنیوی ضروریات خواہ کسی انجمن کا قیام ہو یا جلسے کا انعقاد، عموماً علماء یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک یہ اسلام کا حصہ ہیں اور اس میں شامل نہ ہونے والا کافر اور مرتد ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 462-463)

اب ہم یہی اسلامی دنیا میں دیکھتے ہیں۔ پھر کافر اور مرتد سے بڑھ کر جنگیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ہر فرقے کے فتوے ہیں اور پھر یہی وجہ ہے کہ مختلف شدت پسند گروہ اپنے اسلام کو نافذ کرنے کے لئے اپنا ضابطہ اخلاق یا نام نہاد قانون بنا کر قتل و غارت گری کر رہے ہیں۔ شام میں، عراق میں، افغانستان میں، پاکستان میں مذہب کے نام پر اپنے خود ساختہ قوانین ہی خون کر رہے ہیں۔ شام کی یا عراق اور شام میں جو نام نہاد اسلامی حکومت قائم ہوئی ہے وہاں سے ایک فرنچ جرنلسٹ رہا ہو کر آیا، پہلے بھی میں نے بتایا تھا، اس نے وہاں بعض ایسی باتیں دیکھیں، ان کے عمل دیکھے، ان کے قوانین دیکھے تو جتنا اس کو اسلام کا علم تھا یا قرآن کریم اس نے پڑھا تھا یا حدیث کا علم تھا اس کے مطابق اس نے وہاں بعض لوگوں سے پوچھا کہ تم جو بعض حرکتیں کر رہے ہو یہ تو قرآن اور حدیث کے مطابق نہیں تو اس نام نہاد اسلامی حکومت کے کارندوں کا یا ان اہلکاروں کا جن سے اس کا واسطہ تھا یا ان افسران کا یہ جواب تھا کہ ہمیں نہیں پتا کہ قرآن اور حدیث میں کیا ہے۔ ہمارا یہ قانون ہے اور ہم اس کے مطابق کر رہے ہیں۔ تو اس طرح اسلام کی تعلیم میں انہوں نے بگاڑ پیدا کر دیا ہے۔

یمن میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ اپنی پسند کے فتووں کو مذہب کا نام دے کر معصوموں پر ہوائی حملے کئے جا رہے ہیں۔ ٹھیک ہے ایک فریق بھی غلط ہے دوسرا فریق بھی غلط ہے لیکن اس کا حل یہ نہیں کہ بلاوجہ معصوموں کو بھی مارا جائے۔ بلکہ اگر ہم دیکھیں تو اسلامی تاریخ میں ہمیں یہ نظر آتا ہے اور آج تک یہی ہو رہا ہے کہ فلاں مولانا کا یہ مذہب ہے اور فلاں عالم کا یہ مذہب ہے۔ یعنی ہر عالم اور مولانا نے بھی اپنا مذہب بنا لیا ہے۔ اس طرح اسلام میں یعنی ان لوگوں کے اسلام میں جس پر یہ عمل کر رہے ہیں کوئی حقیقت باقی نہیں رہی اور اسی وجہ سے ان علماء اور فتویٰ دینے والوں کے پیچھے چل کر مسلمانوں کی اکثریت بھی اسلام سے دُور جا پڑی ہے۔ روحانیت اور مذہب کے نام پر پتا نہیں کیا کچھ ہو رہا ہے۔

اس کے مقابل پر مذہب سے دور اور مغربی ترقی یافتہ لوگ جو ہیں وہ یہ کوشش کرتے ہیں کہ روحانیات اور اخلاقیات کو مادی دنیا کا حصہ بنا دیں۔ بالفرض اگر الہام پر غور کر بھی لیں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ انسانی افعال کا جزو ہے۔ وہ اخلاق پر غور کریں گے تو اس نکتہ نگاہ سے کہ اس سے انسان کو دنیوی فائدہ ہوگا۔ اخلاق بھی دنیوی فائدے کے لئے ہیں اور اگر مذہب پر غور کریں گے تو یہی کہیں گے کہ یہ ادنیٰ قسم کے غیر تعلیمیافتہ یا کم تعلیمیافتہ جو لوگ ہیں مذہب کے نام سے کچھ حد تک جرائم سے بچ جاتے ہیں۔ یعنی مذہب کے نام پر اگر کوئی فائدہ ان لوگوں کو پہنچ سکتا ہے تو وہ صرف اتنا ہے کہ اس میں کچھ حد تک اخلاقی بہتری ہو جاتی ہے کہ ان کو مذہب کا خوف ہے۔ وہ بھی اگر صحیح مذہب اپنایا جائے۔ لیکن ان کا یہ کہنا ہے کہ جن میں پہلے ہی اخلاق ہیں ان کو مذہب کی کیا ضرورت ہے۔

لیکن غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ مادیات، اخلاق اور مذہب اس قدر قریب ہیں کہ عام آدمی کو معلوم نہیں ہوتا کہ کہاں سے ایک حد شروع ہوتی ہے اور کہاں ختم ہوتی ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ پر غور کرتے ہیں، اس کو دیکھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے مادی مصلح بھی ہیں، اخلاقی مصلح بھی ہیں اور روحانی مصلح بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ تمام کی جامع ہے۔ اگر ایک طرف آپ حکم فرماتے ہیں کہ اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ تو دوسری طرف روحانیت کی تکمیل کے متعلق زور بھی دیتے ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ نماز پڑھ لی اور مسئلہ حل ہو گیا بلکہ اس کے مدارج بھی طے کرنے ہیں، روحانیت کو بڑھانا بھی ہے۔ دعا کا تعلق اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایسا ہے جیسے بچے اور ماں کا تعلق ہوتا ہے۔ دعا کے معنی پکارنے کے ہیں۔ پکارنے والا تب پکارتا ہے جب یقین ہو کہ کوئی میری مدد کرے گا۔ کوئی اپنے دشمن کو تو مدد کے لئے نہیں پکارتا۔ جب ہم دعا کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں تو کس طرح اس کو ہمیں دیکھنا چاہئے۔ دعا میں حضرت مصلح موعود کے نزدیک تین چیزوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

اوّل یہ کہ دل میں یقین کرے کہ میری بات قبول کی جائے گی۔ دوسرے یہ اعتماد رکھے کہ جس کو مَیں پکارتا ہوں اس میں مدد کرنے کی طاقت ہے۔ تیسرے ایک فطری لگاؤ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف یا جس کسی سے محبت ہو اس کی طرف) جو انسان کو باقی ہر قسم کے لگاؤ سے پھیر کر اسی کی طرف لے جاتا ہے۔ پہلے دو تو عقلی نکتے ہیں کیونکہ اگر یقین نہیں کہ جو پکار مَیں کر رہا ہوں وہ سنی جائے گی اور یہ اعتماد نہیں کہ جس کو مَیں پکار رہا ہوں اس میں مدد کی طاقت ہے تو پھر یہ بیوقوفی ہے کہ اسے مدد کے لئے پکارا جائے۔ پھر دعا فضول چیز ہے۔ تیسری بات فطری لگاؤ یا فطرتی محبت ہے جو ہر دوسری چیز کی طرف سے آنکھ بند کر کے صرف محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔ اس کے لئے بچے کی اور ماں کی مثال ہے جیسا کہ پہلے بھی دی گئی۔ بچے کا ماں سے فطرتی تعلق ہے قطع نظر اس کے کہ ماں بچے کی مدد کر سکے یا نہ کر سکے وہ اسے ہی پکارتا ہے یہاں تک کہ ایک سمندر میں ڈوبنے والا بچہ جسے علم ہو کہ میری ماں کو تیرنا نہیں آتا پھر بھی اگر ماں اس کے قریب ہو گی تو وہ ماں کو ہی مدد کے لئے پکارے گا کسی دوسرے کو آواز نہیں دیتا۔ یہ ایک جذباتی تعلق ہے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَۃِ۔ یعنی بغیر دعا کے انسان کے ایمان کو کامل نہیں کیا جا سکتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تعلق کو بچے اور ماں کا تعلق قرار دیا ہے کہ آنکھ بند کر کے اس کی طرف بھاگو، اس کی طرف جاؤ۔

پھر دوسری چیز اخلاق ہیں جس میں ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ایسے باریک در باریک اخلاقی پہلو ہیں کہ باریک نگاہ سے دیکھنے والا بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ان تک جا نہیں سکتا جب تک آپ کی رہنمائی نہ ہو۔

اب بیویوں سے حسن سلوک ہے اور محبت کا اظہار ہے۔ گھر کے ماحول کو خوشگوار رکھنے کے لئے یہ بہت ضروری بھی ہے۔ یہ بنیادی اخلاق میں سے ایک چیز ہے۔ بیویوں کے معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس حد تک باریکی سے خیال رکھتے تھے۔ آپ کے متعلق آتا ہے کہ جب آپ کی کوئی بیوی برتن میں پانی پیتی تو آپ نے جب پانی پینا ہوتا تو آپ اس جگہ منہ لگا کر پیتے جہاں سے اس نے پیا تھا۔ یہ بڑی چھوٹی سی بات ہے مگر کیسا باریک نکتہ ہے کہ انسانی محبت صرف بڑی بڑی باتوں سے نہیں بلکہ چھوٹی چھوٹی باتوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ پھر یہی نہیں آپ کی سیرت کا مطالعہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ اخلاق کے بڑے بڑے معاملات میں بھی آپ نے ایسی تعلیم دی ہے اور ایسا اُسوہ دکھایا ہے کہ یہ دیکھنے سے لگتا ہے کہ آپ تمام عمر صرف اخلاقیات کا ہی مطالعہ کرتے رہے اور اس کا درس دیتے رہے۔ بنی نوع انسان کے باہمی تعلقات، رشتے داروں کے باہمی تعلقات، انسان کے اپنے ذاتی کیریکٹر کی تفصیلات، جھوٹ خیانت بدگمانی سے پرہیز، تمام امور ایسے ہیں جن میں آپ کا اُسوہ اور تعلیم کامل اور مکمل ہے اور کوئی شخص بیسیوں زندگیاں بھی پا کر ایسا نمونہ نہیں دکھا سکتا جیسا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دکھایا ہے۔

پھر تیسری چیز مادّیات ہے۔ اس میں ہم دیکھتے ہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اس طرف بھی ہمیں رہنمائی کرتی ہے۔ مثلاً ایک شہری زندگی کے لئے سڑکوں کو کھلا رکھنا ہے۔ پانی کی صفائی کا انتظام ہے۔

M/S NAIEM GARMENTS
QILLA BAZAR, POONCH. (J&K)
Deals in : Ladies Suits,
Gents Wear &Baby Suits etc.
Prop. MOHAMMAD SHER
Mob.09596748256, 9086224927
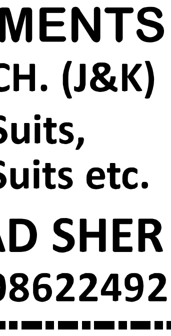

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

شہر بسائے جاتے ہیں یا نئی آبادیاں قائم کی جاتی ہیں تو ان کی طرف بڑے بڑے انجنیئر اور سوچنے والے سوچتے، ہیں اس طرف توجہ دیتے ہیں۔ آپ نے اس طرف ہمیں توجہ دلائی۔ راستوں کی صفائی کا تعلق ہے تو آپ نے اس طرف توجہ دلائی۔ مکانوں کو کھلے اور ہوادار بنانے کا تعلق ہے تو آپ نے اس طرف توجہ دلائی۔ تمام مادی چیزوں اور دنیاوی چیزوں کی طرف بھی آپ نے توجہ دلائی چاہے، وہ حکومتی معاملات ہیں یا تمدن ہے یا تجارت ہے یا صنعت ہے۔ ہر چیز کو اپنے اپنے موقع پر آپ نے بیان فرمایا اور اس کی بڑی تفصیلات آپ کی سیرت سے ہمیں ملتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آجکل کے مذہبی رہنماؤں کی طرح ہر چیز کو آپ نے مذہب کا حصہ قرار نہیں دیا۔

مثلاً ایک واقعہ آپؐ کے متعلق آتا ہے کہ کچھ زمیندار اپنے کھجور کے باغ میں نر کا مادہ جو ہے، بور جو ہے وہ مادہ میں ڈال رہے تھے۔ (کھجور کے پودے نر اور مادہ علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔) آپ کا وہاں سے گزر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا حرج ہے کہ اگر اس کو اس طرح نہ ملاؤ۔ ہوا کے ذریعہ سے یہ نر اور مادہ خود بھی مل سکتا ہے۔ لوگوں نے اسے ملانا چھوڑ دیا۔ اس سال یا اگلے سال اس پر عمل نہیں ہوا تو پھل بہت کم آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ پوچھی تو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ نے ہی منع فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے حکم نہیں دیا تھا۔ ان دنیاوی باتوں کو آپ لوگ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ یہاں اب گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مادیات کو مذہب سے جدا کر دیا۔ وہ زبان بھی خدا کے رسول کی زبان تھی جس نے یہ کہا تھا کہ کیا ضرورت ہے ملانے کی اور وہی زبان ہمیں اللہ تعالیٰ کے احکامات بھی بتاتی تھی مگر باوجود اس کے کہ وہ خدا کے رسول کی زبان تھی آپ نے مادیات کو مادیات قرار دے کر فرمایا کہ تم ان باتوں کو زیادہ جانتے ہو۔ مگر آجکل کے مولوی خواہ ان کے منہ سے انہونی بات ہی نکلے اس کے نہ ماننے سے اسلام کے دائرے سے خارج اور کافر اور مرتد کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف یہ مغربی یا نام نہاد ترقی یافتہ گروہ ہے۔ ان کے نزدیک نہ مذہب پر ایمان لانا ضروری ہے، نہ مذہب کی تعلیم کی عزت ہے۔ نہ اخلاق کی حرمت ہے۔ وہ ہر شئے کو مادی قرار دیتے ہیں یہاں تک کہ حضرت مصلح موعود لکھتے ہیں کہ ان کے فلاسفروں نے اس زمانے میں کہا کہ سوال یہ نہیں کہ خدا نے دنیا کو کس طرح پیدا کیا بلکہ یہ ہے کہ انسان نے خدا کو کس طرح پیدا کیا۔ نعوذ باللہ۔ ان کے نزدیک خدا کا سوال انسانی ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ اگر خدا کا وجود ایک حقیقت بھی ہے تو پھر بھی وہ دماغی ترقی کی انتہائی کڑی ہے، اس کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ ان کے نزدیک انسان نے ایک اچھا نمونہ تلاش کرنا چاہا۔ جب وہ انسانوں میں ایک عمدہ نمونہ تلاش نہ کر سکے تو انہوں نے انسانوں سے باہر ایک ذہنی نقشہ قائم کیا۔ تصورات میں ایک نقشہ قائم کیا۔ اس نقشہ کو قائم کرنے میں انسان کی پہلی کوشش ایسی کامیاب نہ تھی مگر جوں جوں وہ زیادہ غور کرتا گیا، زیادہ ترقی کرتا گیا یہاں تک کہ اس نے ایک کامل نقشہ تیار کر لیا اور اس کا نام خدا ہے۔ یہ اس زمانے کے فلاسفروں کے نزدیک خدا کا تصور ہے اور اب بھی بعض یہ کہتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اس طرح ان لوگوں نے خدا کو بھی مادیات کا حصہ قرار دے دیا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 463 تا 466)

اس زمانے کے فلاسفروں نے یہ خود ساختہ خدا بنایا تھا اور بہت سے ان میں سے ایسے بھی تھے جو اس خود ساختہ خدا پر یقین بھی رکھتے تھے لیکن پھر بعد کے آنے والے جو فلاسفر ہیں یا ترقی یافتہ کہلانے والے ہیں اس طرح کے مادی خدا بنانے کی وجہ سے آہستہ آہستہ پھر مذہب سے دور ہٹتے گئے اور آجکل اس خیال کی وجہ سے کہ خدا ایک خود ساختہ چیز ہے موجودہ فلاسفر دہریت کی طرف چلے گئے ہیں۔ بلکہ تعلیم اور روشن خیالی کے نام پر مغربی ممالک میں رہنے والوں کی اکثریت خدا کے وجود سے ہی انکاری ہو چکی ہے اور صرف اخلاق اور مادی ترقی کو سب کچھ سمجھتے ہیں۔ اور ان دہریت پسند لوگوں کے جو نظریات ہیں ان کو آجکل کے مولوی مزید ہوا دیتے ہیں جنہوں نے اپنی ہر چیز اور اپنے ہر نظریے کو مذہب کا حصہ ٹھہرا کر عجیب جہالت پھیلا دی ہے۔ پس اس لحاظ سے ہم دیکھیں تو آجکل کے علماء بھی غلطی خوردہ ہیں اور مذہب کو مادیت سمجھنے والے اور اس کا انکار کرنے والے بھی غلطی خوردہ ہیں۔

ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے ان چیزوں سے بچا کر ایسی رہنمائی فرمائی ہے کہ اصل حقیقت جاننے کے لئے فرمایا کہ تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حقیقت بیان فرمائی کہ ہر معاملے میں اعتدال اور اس کا حق ادا کرنا ہے۔ یہ حقیقی دین ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک عبادت انتہائی ضروری ہے۔ پیدائش کا مقصد ہے لیکن وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ وَلِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقٌّ وَلِجَارِكَ عَلَيْكَ حَق " کہ تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔ تیری بیوی کا بھی تجھ پر حق ہے اور تیرے ہمسائے کا بھی تجھ پر حق ہے۔ اور ان کے حصول کے لئے ہمیں تین قسم کے ذرائع کا استعمال کرنا ضروری ہے۔ پہلی بات تو دعا اور اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنا اور عبادت ہے۔ دوسرے نفس پر قابو پانا، جذبات کو دبانا، انسانی نفسیات پر غور کرنا۔ تیسرے اپنے کام اور اپنے پیشے میں دیانت سے کام لینا اور دنیاوی اور سائنس کا علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 466-467)

اگر ہم غور کریں تو نفس کے حق کے لئے دعا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ضروری چیز ہے۔ جذبات پر قابو پانا ہے یہ بھی ضروری چیز ہے۔ جذبات ہی بعض دفعہ بے لگام ہو کر اپنے نفس کے حقوق سے بھی محروم کر دیتے ہیں یا ظلم کرنے پر آمادہ کر دیتے ہیں۔ اپنے علم میں اضافہ کر کے، اپنے کام میں دیانت سے کام لے کر اپنی زندگی کی روحانی حالت اور اخلاقی حالت اور مالی حالت کو ہم سنوار سکتے ہیں۔ اسی طرح اپنے اہل و عیال کے حق کی ادائیگی کے لئے بھی دعا ہے، جذبات پر کنٹرول ہے اور مادی ضروریات کا پورا کرنا ہے۔ اسی طرح فرمایا کہ تمہارے ہمسائے کا بھی تم پر حق ہے۔ یعنی معاشرے کے حق کی ادائیگی بھی اس وقت ہوگی جب ہم اس کے لئے دعا بھی کریں گے۔ ان کے حق ادا کریں گے۔ ان کی نفسیات کو سمجھیں گے اور اس کے مطابق جو دین کا پیغام پہنچانا ہے وہ پہنچائیں گے۔ یہ بھی ان کا حق ہے کہ ان کو دین سے آگاہ کیا جائے اور پھر اپنے علم میں ترقی اور کام میں محنت سے مجموعی طور پر ملک کی ترقی میں بھی ہم حصہ دار بنیں گے۔ یہ بھی ہمسائے کے حقوق میں اور معاشرے کے حقوق میں آجاتا ہے۔ اور جب معاشرے میں اس سوچ کے ساتھ ہر ایک کوشش کر رہا ہوگا تو وہ معاشرہ روحانی، اخلاقی اور مادی ہر طرح کی ترقی کا بہترین نمونہ ہوگا۔

مسلمانوں کی بدحالی کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے خدا کو، خدا کے مذہب کو مقدم کر کے ان باتوں کا خیال نہیں رکھا جو ابھی میں نے بیان کی ہیں بلکہ اپنے نفسانی جذبات کا نام مذہب رکھ لیا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے مذہب اتارا تھا اس کو مقدم نہیں کیا بلکہ اگر وہ مقدم رکھتے تو باقی باتوں کا بھی خیال رکھتے۔ اپنے نفسانی جذبات کا نام مذہب رکھ کر اس پر عمل کر رہے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دوسروں کو اسلام کی خوبیاں کیا بتانی تھیں خود اس خود ساختہ نفسانی مذہب کی پیروی کر کے مسلمان مسلمان کی گردن زدنی کر رہا ہے۔ نہ ان کو دین ملا، نہ دنیا ملی۔ سوائے اس کے کہ دنیا داروں کے سامنے اپنے ہر مسئلے کے لئے ہاتھ پھیلا رہے ہیں۔ یہی آجکل ہمیں مسلمان دنیا میں نظر آتا ہے۔ مغربی قوموں نے چاہے دین کو دنیا کے تابع کر دیا۔ ان کے خیال میں دین کوئی چیز نہیں ہے دنیا ہی ہر چیز ہے۔ بیشک یہ لوگ بھی بھٹکے ہوئے ہیں لیکن جو مقصد یہ سمجھتے تھے اسے تو حاصل کر لیا چاہے غلط طریق ہی ہے۔ انہوں نے دنیا تو حاصل کر لی لیکن مسلمانوں کو تو نہ دین ملا، نہ دنیا ملی۔

بہرحال ان دونوں طرح کے لوگوں کی اصلاح کے لئے اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے حالات میں ہی اپنے ماموروں کو بھیجتا ہے جو صحیح رہنمائی کر کے مذہب کو مذہب کی جگہ اور اخلاق کو اخلاق کی جگہ اور دنیا کو دنیا کی جگہ رکھتے ہیں۔ بظاہر وہ روحانی پیغام لے کر آتے ہیں مگر ان تینوں چیزوں کا گہرا تعلق ہے اور روحانیت میں کمال سے اخلاق کا درست ہونا لازمی ہے اور اخلاق کی نگہداشت سے مادیت کی درستی بھی لازمی ہے۔ مگر یہ نہیں ہو سکتا یا یہ ضروری نہیں ہے کہ جس کی دنیا درست ہو اس کو دنیا میں سب کچھ مل جائے۔ جو وہاں ترقی کر رہا ہو اس کے اخلاق بھی درست ہوں۔ اور جس کے اخلاق درست ہوں اس کا مذہب بھی درست ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء انسان کو اپنی طرف لانے کا ہے۔ یہی اس کا مقصد پیدائش ہے۔ پس اس نے اخلاق کی درستی اور مادی ترقی کو مذہب کے تابع کر دیا ہے تا کہ جو اس کی طرف توجہ کرے اسے باقی سب کچھ آپ ہی آپ مل جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کامل مومن کو سب ترقیات حاصل ہوتی ہیں لیکن جو صرف دنیا دار ہوں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (الکھف: 105)۔ ان کی سب کوششیں دنیا میں ہی غائب ہو جاتی ہیں۔ حضرت مصلح

نیو اشوک جیولرز قادیان
New Ashok Jewellers
Main Bazar, Qadian Dt. Gurdaspur, Punjab
9815156533, 8054650500, 01872-221731
E-mail: newashokjewellers007@gmail.com

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش: 2237-0471, 2237-8468

موعود اس کی مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ گویا روحانیت کے قبول کرنے والے کے لئے یعنی اوپر سے نیچے آنے والے کے لئے سیڑھی موجود ہے مگر نیچے سے اوپر جانے والے کے لئے سیڑھی موجود نہیں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ دنیا میں ان تینوں امور کے حصول کے لئے الگ الگ ذرائع ہیں لیکن ایک ذریعہ مشترک بھی ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے کامل تعلق پیدا کرنا ہے۔ اخلاق کے لئے کوشش کرنے سے اخلاق مل جائیں گے۔ مادیات کے لئے کوشش کرنے سے مادیات حاصل ہو جائیں گی، دنیاوی ترقی حاصل ہو جائے گی۔ مگر ہر ایک کوشش کا نتیجہ اس دائرے کے اندر محدود رہے گا، اس سے باہر نہیں نکلے گا۔ مگر روحانیت کی درستی کرنے والوں کو ساری چیزیں مل جائیں گی۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم بیعت کرتے وقت اس بات کی بیعت نہیں کرتے تھے کہ گلیاں چوڑی رکھیں گے یا صفائی کریں گے یا دوسری مادی چیزوں کا خیال رکھیں گے بلکہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے تھے۔ اس سے اخلاق بھی درست ہوتے تھے اور اخلاق کی درستی سے یقینا دنیا درست ہوتی تھی۔ مسلمان کے اس زمانے میں سچ کے معیار ایک نمونہ تھے۔ تجارت میں دیانتداری کی وجہ سے مسلمانوں کے سپرد دنیا والے بے دھڑک اپنی تجارتیں کر دیا کرتے تھے۔ رعایا سے انصاف دیکھ کر لوگ چاہتے تھے کہ مسلمان ہمارے حکمران ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک موقع پر شام سے مسلمانوں کو نکلنا پڑا کیونکہ اس وقت رومی فوجوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے مقابلہ مشکل تھا لیکن اس وقت شامی لوگ جو رعایا تھی وہ روتے تھے اور اصرار کرتے تھے کہ آپ لوگ یہاں سے نہ جائیں ہم آپ کی مدد کرتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ دفاع کریں گے۔ حالانکہ شامی لوگ بھی عیسائی تھی اور رومی بھی عیسائی تھے۔ مگر یہ اعلیٰ اخلاق اور حکومت کا حسن انتظام تھا جس نے شامی عیسائیوں کو عیسائی حکومت کے مقابلے پر مسلمانوں کی مدد پر آمادہ کر دیا۔ پس گو بادشاہت دنیوی چیز ہے لیکن مسلمانوں کی بادشاہت دنیوی نہیں تھی۔ یہ بادشاہت انہیں مذہب کے طفیل ملی تھی اس لئے مذہب کے پیچھے چلتی تھی اور اسی وجہ سے اس میں ایسی خوبیاں تھیں کہ مذہبی اختلاف کے باوجود رعایا چاہتی تھی کہ مسلمانوں کی بادشاہت قائم رہے، ان کی حکومت قائم رہے۔ گو مسلمانوں کو بادشاہت لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے طفیل ملی تھی لیکن صرف زبانی دعویٰ نہیں تھا بلکہ حقیقی ایمان کے طفیل ملی تھی کیونکہ زبانی دعوے والا تو دنیا سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے مگر جس کو سچا مذہب مل جائے اس کے اخلاق بھی درست ہو جاتے ہیں اور دنیا بھی۔ کاش کہ آج کے مسلمان حکمران اس نکتے کو سمجھیں اور اپنی حکومتوں کو اس نہج پر چلائیں۔

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق کے ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک تاجر کی مثال بیان فرمایا کرتے تھے کہ اس نے ایک بڑی رقم اپنے شہر کے قاضی کو امانت کے طور پر رکھوائی۔ وہ سفر پر جا رہا تھا کہ سفر سے واپسی پر لے لوں گا۔ جب واپس آیا اور اپنی رقم کی تھیلی مانگی تو قاضی صاحب نے صاف انکار کر دیا کہ میں نے کوئی امانت نہیں رکھی اور نہ میں امانتیں رکھا کرتا ہوں۔ کیسی تھیلی اور کیسی امانت؟ تاجر نے بہت سی نشانیاں بتائیں لیکن قاضی انکاری تھا کہ میں نے تو کہہ دیا کہ امانتیں رکھا ہی نہیں کرتا۔ اس پر تاجر پریشان ہوا۔ آخر اسے کسی نے بتایا کہ بادشاہ فلاں دن اپنا دربار لگاتا ہے اور ہر شخص کی پہنچ اس تک ہوتی ہے۔ تم بھی جا کر اپنا معاملہ پیش کرو۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ مگر کیونکہ اس کے پاس ثبوت کوئی نہیں تھا اس لئے بادشاہ نے کہا کہ بغیر ثبوت کے تو قاضی کو پکڑا نہیں جا سکتا۔ ہاں بادشاہ نے خود ہی ایک صورت بتائی کہ فلاں دن میری سواری اور جلوس نکلے گا، شہر میں جائے گا تم اس دن قاضی کے قریب کھڑے ہو جانا کیونکہ سڑک پے بڑے بڑے لوگ استقبال کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ میں جب آؤں گا تو تم سے بے تکلفی سے باتیں کروں گا۔ تم بھی ایسے ظاہر کرنا جیسے میرے دوست ہو۔ ڈرنا نہیں کہ میں بادشاہ ہوں، کچھ ہو جائے گا۔ تم سے میں پوچھوں گا کہ بڑے عرصے سے ملے نہیں۔ تو تم بتانا کہ پہلے تو میں سفر پہ گیا ہوا تھا پھر واپس آیا تو ایک شخص کے پاس امانت رکھی ہوئی تھی اس کا جھگڑا چل رہا ہے۔ وصولی کی کوشش میں ہوں۔ بادشاہ نے کہا کہ اس پر مَیں تمہیں وہیں قاضی کے سامنے ہی کہوں گا کہ اس جھگڑے کے حل کے لئے میرے پاس تم آجاتے۔ پھر تم کہنا کہ اچھا اگر حل نہ نکلا تو میں آپ کے پاس آؤں گا۔ چنانچہ اس دن جب بادشاہ آیا۔ اس تاجر نے ایسا ہی کیا۔ سوال جواب ہوئے۔ قاضی بھی جو بادشاہ کے استقبال کے لئے موجود تھا کھڑا یہ باتیں سن رہا تھا۔ جب بادشاہ کی سواری آگے چلی گئی تو قاضی صاحب تاجر کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تم ایک دن میرے پاس آئے تھے اور کسی امانت کا ذکر کیا تھا۔ میرا حافظہ کمزور ہے۔ کچھ نشانیاں بتاؤ۔ تو تاجر نے وہی نشانیاں جو پہلے بتائی تھیں دوبارہ بتا دیں۔ قاضی اب چونکہ بادشاہ کا رویہ اور سلوک دیکھ چکا تھا تو فوراً بولا یہ نشانیاں پہلے کیوں نہیں بتائیں۔ امانت میرے پاس محفوظ ہے۔ ابھی لا کر دیتا ہوں۔

جب ایک دنیوی بادشاہ جس کو محدود طاقت ہے اس کی دوستی انسان کو یہ مقام دے سکتی ہے کہ بڑے بڑے لوگ اس سے ڈرتے ہیں تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ خدا تعالیٰ کی دوستی کسی کو حاصل ہو اور دنیا اس کے قدموں پر نہ گر جائے۔ پس سچا مذہب حاصل کر کے انسان تمام دنیا کو حاصل کر سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ باتیں جو صحابہ کو ملیں انہوں نے دنیاوی طور پر حاصل نہیں کی تھیں بلکہ جو دنیا انہیں ملی وہ مذہب کے تابع ہو کر ملی۔ مگر اس کے لئے ایمان کی ضرورت ہے۔ ایسا ایمان ہونا چاہئے جو خدا تعالیٰ کی رضا کو جذب کرے۔ ایک شخص جسے کامل ایمان حاصل ہو وہ کس طرح اعلیٰ اخلاق کو چھوڑ سکتا ہے۔ اگر اخلاق کے سارے شعبے انسان اختیار کرے اور ان پر عمل کرے تو سچائی، دیانت، امانت، تقویٰ اور طہارت سبھی کچھ اسے حاصل ہو جائے گا اور اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ علم، ہنر، ہوشیاری، لیاقت اور محنت اس کو حاصل ہو گی۔ اس پر عمل کرنے والا ہو گا اور نتیجۃً پھر دنیا بھی حاصل ہو گی۔ پس مومن کو سب سے زیادہ توجہ روحانی تعلق کی طرف کرنی چاہئے۔ ان لوگوں کی طرح نہیں جو سمجھتے ہیں کہ منہ سے اقرار کافی ہے۔ خدا تعالیٰ کی محبت زبان سے نہیں ہو سکتی بلکہ دل سے ہی ہو سکتی ہے اور جب ایسا ہوتا ہے تو پھر انسان ہر شئے پر قبضہ کر لیتا ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 467 تا 470)

جب تک کوئی انسان کمال حاصل نہ کرے انعام نہیں مل سکتا۔ مذہب میں داخل ہونے سے بھی کمال ہی فائدہ دیتا ہے اس کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ آجکل ہم سے فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو گہرا تعلق رکھتے ہیں۔ یا تو پوری مخالفت کرنے والے مثلاً مولوی ثناء اللہ صاحب وغیرہ انہیں کو فائدہ ہو رہا ہے۔ دوسرے چھوٹے چھوٹے مولویوں کو کوئی پوچھتا بھی نہیں۔ یا کامل اخلاص رکھنے والے۔ ادنیٰ تعلق فائدہ نہیں دیتا۔ اگر انسان خدا تعالیٰ کی طرف چل پڑے تو جیسا پہلوں کے ساتھ معاملہ ہوا اس کے ساتھ بھی ہو گا۔ اس زمانے میں بھی یہ ہو سکتا ہے۔ اگر انسان حقیقت میں اس کی کوشش کرے تبھی یہ ہو گا۔ خدا تعالیٰ کی کسی سے دشمنی نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم کامل طور پر اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے آگے ڈال دیں۔ اس کے آستانے پر اپنے آپ کو گرا دیں تو آپ ہی آپ سب کچھ حاصل ہو جائے گا۔ اور جو ترقی ہمارے لئے ضروری ہے آپ ہی آپ ہمیں مل بھی جائے گی۔ ایک عام مثال ہے کہ آگ کے پاس بیٹھنے سے انسان کے سب اعضاء جو ہیں وہ گرم ہو جاتے ہیں۔ تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ انسان سب کچھ چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے پاس آئے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ حصہ نہ لے۔ (ماخوذ از خطبات محمود جلد 17 صفحہ 470-471)

پس ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ خدا کو حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے مذہب کی حقیقت کو سمجھیں۔ خدا تعالیٰ کی محبت کو ایک ایسی شئے بنائیں جو طبعی چیز بن جائے اور یہی چیز ہمارے اخلاق کے بھی اعلیٰ معیار قائم کرنے والی ہو گی اور دنیاوی ترقیات بھی ہم حاصل کرتے چلے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے اگر ہم حصہ لینے کی کوشش کریں تو تبھی ہم حقیقت میں فیض پا سکتے ہیں۔ جب ہم ایک لگن کے ساتھ اس نور سے حصہ لینے کی کوشش کریں گے تو جھوٹ جو اندھیرا ہے وہ بھی ہم سے خود بخود الگ ہو جائے گا۔ سستی، فریب اور دغا اور جو دوسری برائیاں ہیں، دوسروں کے حق مارنا یہ سب ظلمات ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کے نور کی وجہ سے خود بخود دور ہو جائیں گی۔ ہمارے اخلاق بھی بلند ہوتے چلے جائیں گے اور دنیاوی ترقیات بھی ملتی رہیں گی۔ پس اس معاشرے میں رہتے ہوئے اپنی نسلوں کو اگر دنیا داری کے بد اثرات سے بچانا ہے، مذہب اور اخلاق کا جوڑ انہیں سمجھانا ہے، دنیاوی ترقی کو بھی حقیقی مذہب کے تابع ثابت کر کے انہیں یعنی ان کی نسلوں کو مذہب سے جوڑنا ہے تو ہمیں اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق جوڑنے کی خود بھی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

✡...✡...✡

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زد جام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
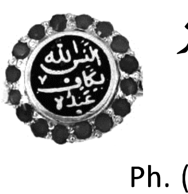
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
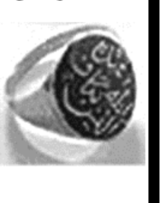
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

عام طور پر معاشرہ کے بہت سے جھگڑے دنیاداری کی طرف حد سے زیادہ بڑھنے سے پیدا ہوتے ہیں

سچ بولنے کی عادت پر ہی اگر لجنہ کا شعبہ تربیت توجہ دے اور سو فیصد لجنہ کو سچ بولنے کی عادت پڑ جائے تو میں کہتا ہوں آدھی سے زیادہ کمزوریاں ہماری دُور ہو جائیں گی

اپنی نسلوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ ان کا اپنے پیدا کرنے والے خدا سے ایک زندہ اور سچا تعلق پیدا ہو جائے اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ خود اپنے عملی نمونے دکھانے والی نہیں ہوں گی

لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع کے موقع پر 10 راکتوبر 2004ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مستورات سے خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آج اس دنیا میں جہاں ہر طرف دنیاداری اور اس کی چکا چوند ہے اور کیا مرد اور کیا عورت اور کیا بچہ اور کیا بوڑھا سب اس مادی دنیا کو حاصل کرنے کے لئے اس کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ اور عورت چونکہ اپنی فطرت کے باعث دنیاداری کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہے اس لیے عام طور پر ہر معاشرے کے بہت سے جھگڑے اس کے اس دنیاداری کی طرف حد سے زیادہ بڑھنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ گھریلو جھگڑے یا فساد ہوں یا معاشرے کے جھگڑے عورت کا ہاتھ اس میں ضرور نظر آئے گا۔ بیٹے کی دولت پر، اس کے پیسے پر قبضہ کرنے کے لئے ساس بھی خود بہو پر ظلم کرتی ہے اور بیٹے سے بھی کرواتی ہے۔ خاوند کو اپنے ہاتھ میں رکھنے کے لئے بعض دفعہ بیوی (جو بہو ہے) خود بھی ساس پر ظلم کرتی ہے اور اپنے خاوند سے بھی کرواتی ہے۔ نندیں ہیں وہ اپنے دائرے میں ظلم کرتی بھی ہیں، ظلم کرواتی بھی ہیں۔ اور آج کل کے آزاد معاشرے میں ایک عورت دوسری عورت کے خاوند کو دوستی اور آزادی کے نام دے کر چھیننے کی کوشش بھی کرتی ہے۔ اور اس کی بہت ساری مثالیں آپ کو مل جاتی ہیں۔ پھر راز حاصل کرنے کے لئے مردوں نے مردوں کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھانے کے لئے حکومتی سطح پر ایجنسیوں میں عورتوں کو رکھا ہوتا ہے، عورتیں بھرتی کی جاتی ہیں تاکہ وہ مردوں کو، دنیادار مردوں کو، جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا، اللہ کا خوف ان کے پاس سے بھی نہیں گزرا ہوتا، اپنے جال میں پھنسا کر دوستی کر کے اہم اور ملکی راز نکلوائیں، راز حاصل کریں۔ اور ایسی عورتیں بھی دنیا کے لالچ میں، ایسے کاموں میں بڑی بے حیائی سے ملوث ہو رہی ہوتی ہیں۔ غرض عورت اور مرد کے دنیا کے پیچھے دوڑنے اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں نہ ہونے کی وجہ سے دنیا میں ایک فساد برپا ہے۔ اگر کوئی نیکی کی طرف مائل ہے اور بہت بڑی تعداد دنیا میں ایسی ہے جو سوائے چھوٹی موٹی ناجائز باتوں کے بڑی غلطیاں کرنے والی نہیں ہے۔ ان میں ایسی بھی ہیں جو نیکی کے کاموں میں، خدمت خلق کے کاموں کے لئے کوشش میں آگے بڑھی ہوئی ہیں ان کے لئے کوشش بھی کرتی ہیں، بڑی تکلیف اٹھا کر بعض دفعہ چندے بھی اکٹھے کرتی ہیں۔ لیکن اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰه سوائے چند ایک کے یہ سب کام ایک وقتی جذبہ کے تحت ہو رہا ہوتا ہے۔ ایک وقتی رحم کا جذبہ اس وقت ابھرتا ہے اور ایسے کام کرنے والیاں پھر دنیاداری میں کھو جاتی ہیں۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کا جو فہم ایک مومن میں ہونا چاہئے وہ اُن میں نہیں ہوتا۔ ایک مقصدِ حیات، ایک زندگی کا مقصد، ایک مطمح نظر، ایک ٹارگٹ (Target) انہوں نے نہیں بنایا ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تحت وہ یہ سب کچھ نہیں کر رہی ہوتیں کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ کا ان کو کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ یا نیکیوں میں آگے بڑھنا ان کا مقصد نہیں ہوتا۔ اس لئے انسانی ہمدردی کے تحت کوئی نیکی کرتی بھی ہیں تو جیسا کہ مَیں نے کہا ایک وقتی جذبہ کے تحت کر رہی ہوتی ہیں۔ ان کو اس سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ اب ان نیکیوں میں انہوں نے آگے بڑھنا ہے۔ اور اپنی دوسری بہنوں کو بھی اپنے ساتھ ان نیکیوں میں آگے لے کر نکلنا ہے، اُن میں بھی یہ جذبہ ابھارنا ہے کہ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ اور بندوں کے حقوق اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے ادا کرنے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے حقوق اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے، عبدِ رحمن بننے کے لئے یا رحمن کی بندیاں بننے کے لئے ادا کرنے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت گزار بندی بننا ہے۔ دینی علوم سے بھی واقفیت حاصل کرنی ہے، روحانی اور اخلاقی اقدار کو بھی حاصل کرنا ہے۔ اپنی نسلوں کے مستقبل اور آخرت کی بھی فکر کرنی ہے اور اُس معاشرہ کی بھی فکر کرنی ہے، اُس معاشرے کے لئے بھی درد پیدا کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بندگی اختیار کرنے سے دور ہٹتا جا رہا ہے۔ بالکل آزادی کی طرف دوڑ رہا ہے اس معاشرہ کی دنیاوی ضروریات کو بھی پورا کرنا ہے، مادی ضروریات کا بھی خیال رکھنا ہے، اس معاشرے کے ہر فرد کی روحانی ترقی کی طرف بھی اور اپنی روحانی ترقی کی طرف بھی توجہ دینی ہے۔ اس معاشرے کو بھی اپنے پیدا کرنے والے خدا کی پہچان کروانی ہے۔ اِن فکروں سے جن کی مَیں مثالیں اوپر دے آیا ہوں دنیادار عورت کا دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہ فکر اگر آج ہے اور ہونی چاہئے تو ایک احمدی عورت کو ہے۔ اِس فکر کو سینے میں رکھتے ہوئے آج اگر کوئی اپنے مذہب قوم اور وطن کی خاطر قربانی کا عہد کرنے والی ہے تو وہ احمدی عورت ہے۔ اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے احمدی عورت کو یہ توفیق عطا فرمائی۔ آج اگر سچائی پر ہمیشہ قائم رہنے کا عہد کرنے والی کوئی عورت اور کوئی بچی ہے تو وہ احمدی عورت اور احمدی بچی ہے۔ آج اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر، اس کے دین کی خاطر، اپنی قوم کی خاطر، اپنا جان، مال، وقت قربان کرنے کا عہد کرتی ہے تو وہ احمدی عورت ہے۔ آج اگر تمام دنیا کی عورتوں کو اپنے خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ دعوت مقابلہ دے رہی ہے اور یہ چیلنج دے رہی ہے کہ تم نے اگر ان نیکیوں پر عمل کرنا اور ان نیکیوں کو پھیلانا ہے تو اس کام میں اے دنیا والو! تم اس احمدی عورت کے نزدیک بھی نہیں پہنچ سکتے کیونکہ آج ان نیکیوں کو خدا کی رضا حاصل کرنے کے لئے اگر کوئی پھیلانے کا دعویٰ کر سکتا ہے تو وہ احمدی عورت ہے۔

تو دیکھیں یہ کتنے بڑے عہد ہیں اور یہ کتنے بڑے دعوے ہیں جو آپ خدا اور رسول سے کرنے کا دعویٰ کرتے ہوئے دنیا کو چیلنج دے رہے ہیں۔ اور یہ عہد، یہ وعدہ اور یہ دعویٰ آپ اپنے ہر اجلاس اور ہر اجتماع میں کرتی ہیں اور آج بھی اس وقت بھی آپ نے یہ عہد دہرایا ہے۔ کچھ کمزور شاید اس عہد کو پوری طرح نہ سمجھ سکتی ہوں اور دوسروں کی دیکھا دیکھی عہد دہرا دیتی ہوں لیکن ان میں بھی پاک فطرت ہے۔ ان کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے اس فطرت کو چمکانے کی صلاحیت رکھی ہوئی ہے۔ تبھی تو ان میں سے بہت ساری تکلیف اٹھا کر، خرچ کر کے، اپنے بچوں کو تکلیف میں ڈال کر، دور دراز شہروں سے اللہ اور اس کے رسول کی باتیں سننے کے لئے حاضر ہوئی ہیں تاکہ اپنی تربیت کی طرف بھی توجہ دے سکیں، اپنی روحانی ترقی کی طرف بھی توجہ دے سکیں اور پھر ان علمی اور روحانی باتوں کو اپنے عمل کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں میں بھی رائج کر سکیں، ان کو بھی یہ تعلیم دے سکیں۔ پس جیسا کہ مَیں نے کہا آج اگر دنیا کے رائج نظام سے ہٹ کر اللہ اور اس کے رسول کی خاطر اکٹھی ہو کر نیکیوں میں آگے بڑھنے کی سکیمیں سوچنے والی عورتیں ہیں تو صرف احمدی عورتیں ہیں اور ہونی چاہئیں۔ اگر کوئی اپنے آپ کو احمدی کہتی ہے اور اس میں یہ بات نہیں ہے تو اس کو اپنے بارہ میں سوچنا چاہئے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ نصیحت کی بات کو دہراتے رہنا چاہئے اس لئے میں چند باتیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے اور جو عورت کی فطرت میں ہیں اور باوجود اِس کے کہ آپ میں اکثریت نیکیوں پر قائم ہے اور بری باتوں سے بچنے والی ہے اور ایمان، یقین اور فراست اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ میں سے بہتوں میں پائی جاتی ہے۔ لیکن شیطان اپنے کام کے مطابق اپنی فطرت کے مطابق موقع کی تلاش میں رہتا ہے۔ اور موقع پا کر جب بھی حملہ کر سکے شیطان حملہ کرتا ہے۔ اس لئے مومن کو نیک باتوں کی جگالی کرتے رہنا چاہئے، ان کو دہراتے رہنا چاہئے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا اس وجہ سے چند باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا جو کہ بطور یاددہانی کے ہیں تاکہ یاددہانی ہو جائے اور شیطان سے بچنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی رہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیعت لیتے وقت ایمان لانے والی عورتوں کو جن باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے، اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔ فرمایا: ”لَا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا“۔ بعض عورتیں بعض دفعہ اپنی کمزور طبیعت کی وجہ سے یا پوری طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے یا وہمی طبیعت کی وجہ سے کیونکہ عورتوں میں وہم بھی بڑا پایا جاتا ہے، شرک کے بہت قریب ہو جاتی ہیں۔ غیروں میں دیکھیں تو یہ مثالیں بہت زیادہ نظر آتی ہیں۔ مزاروں پر چڑھاوے چڑھائے جا رہے ہوتے ہیں اور اُن میں سے ایک بہت بڑی تعداد عورتوں کی ہوتی ہے۔ پھر گھروں میں تعویذ کرنے والی عورتوں کا آنا جانا ہوتا ہے۔ آپ جس معاشرے سے آئی ہیں وہاں آپ کو اکثر ایسی مثالیں نظر آئیں گی کہ پیروں فقیروں کے پاس جا کر تعویذ وغیرہ لئے جاتے ہیں۔ کسی نے بہو کے خلاف تعویذ لینا ہے، کسی نے ساس کے خلاف تعویذ لینا ہے، کسی نے ہمسائی کے خلاف تعویذ لینا ہے، کسی نے خاوند کے حق میں تعویذ لینا ہے۔ بے تحاشا بد رسمیں پیدا ہو چکی ہیں۔ یہ سب عورتوں کی بیماریاں ہیں کہ یہ شرک کی طرف بڑی جلدی مائل ہو جاتی ہیں۔ اور یہ بھی کہ خدا تعالیٰ کو کچھ نہ سمجھنا۔ نماز، دعا کی طرف توجہ نہ ہونا۔ اگر فکر

ہے تو پیروں فقیروں کے ہاں حاضریاں دینے کی ہے۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس جنجال سے نکالا ہوا ہے۔ پھر بعضوں نے اپنی اولاد کو بت بنایا ہوا ہے۔ کوئی کم پیسے والی ہے تو اس نے زیادہ پیسے والی کو اس حد تک چڑھایا ہوا ہے کہ بُت بنا کر رکھا ہوا ہے۔ غرض اس طرح کی بے انتہا لغویات ہیں جن کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے اور جن میں خدا تعالیٰ پر پورا ایمان نہ لانے والے ملوّث ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ جیسا کہ مَیں نے کہا عموماً احمدیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ چیزیں نہیں ہیں، یہ باتیں نہیں ہیں۔ لیکن جب بعض دفعہ ایسی باتیں پتہ لگتی ہیں کہ بعض گھروں میں یہ باتیں پیدا ہو رہی ہیں تو فکر پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ کمی ہے ایمان کی، یہ کمی ہے اللہ تعالیٰ کی صفات کو نہ سمجھنے کی۔ ہر احمدی عورت کا خاص طور پر کیونکہ اس کی گود سے اگلی احمدی نسل نے پل کر نکلنا ہے، یہ معیار ہونا چاہئے کہ اس کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہو۔ جب یہ تعلق پیدا ہو جائے گا تو ہر چھوٹے شرک سے لے کر ہر بڑے شرک تک ہر چیز سے ہر شرک سے بچنے والی ہوں گی۔ اور شیطان کا حملہ کبھی کامیاب نہیں ہوگا انشاء اللہ۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ اگلی نسلیں بھی خدا تعالیٰ سے لَو لگانے والی اٹھیں گی۔ پھر نیک اور ایمان لانے والی عورت کی یہ بھی نشانی بتائی کہ وہ مکمل طور پر اللہ کے احکام کی پیروی کرنے والی مکمل فرمانبردار اور اطاعت دکھانے والی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے جو حکم دئے ہیں ان پر عمل کرنے والی ہوتی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے بتایا شرک سے بچنے والی ہوں گی تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلنا چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی بھی ہوں۔ اپنے دن اور رات اللہ تعالیٰ کی عبادت سے بھرنے والی ہوں۔ اپنی اولادوں کو نمازوں کی عادت ڈالنے والی ہوں۔ ان کو نمازوں کی تلقین کرنے والی ہوں۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ سے آپ کی اولاد کا تعلق تبھی پیدا ہوگا جب وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والی اولاد ہوگی۔ اس لئے جب آپ اپنی اولاد کی نیک تربیت کرنے والی ہوں گی تبھی آپ حَافِظَات میں شمار ہوں گی۔ اپنے آپ کی بھی حفاظت کرنے والی ہوں گی اور اپنی نسلوں کی بھی حفاظت کرنے والی ہوں گی۔ کیونکہ آپ کی نسلوں کی بقا اس میں ہے کہ اپنی نسلوں کو اس معاشرے کی رنگینیوں سے بچا کر رکھیں۔ ان کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ ان کا اپنے پیدا کرنے والے خدا سے ایک زندہ اور سچا تعلق پیدا ہو جائے۔ یہ ایک انتہائی اہم چیز ہے اور اس پر جتنا بھی زور دیا جائے وہ کم ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک آپ خود اپنے عملی نمونے دکھانے والی نہیں ہوں گی۔ اور یہ عملی نمونہ اور اللہ تعالیٰ کی بندگی کا یہ معیار خود بھی قائم کرنا ہے اور اپنی اولادوں کے اندر بھی پیدا کرنا ہے۔ تبھی یہ وہ قربانی ہوگی جس کا آپ عہد کرتی ہیں کہ مَیں مذہب کی خاطر جان قربان کرنے والی بنوں گی۔ آج اللہ کے دین کی خاطر قربانی اسی بات کا نام ہے۔ اس کے احکامات پر عمل کر کے خود بھی اعلیٰ معیار قائم کریں۔ اپنی اولادوں کو بھی اعلیٰ معیار حاصل کروائیں اور معاشرے کو بھی اس کے عملی نمونے دکھائیں۔ اپنی سوسائٹی میں، اپنے ماحول میں جہاں آپ رہتی ہیں وہاں بھی آپ کے عملی نمونے نظر آنے چاہئیں۔ جب آپ یہ عملی نمونے قائم کریں گی تو اللہ تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کی وارث ٹھہریں گی اور ان کو حاصل کرنے والی ہوں گی۔ اور جب اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش ہوتی ہے تو جس طرح سوکھی گھاس ہری ہو جاتی ہے اس طرح آپ نہ صرف دینی اور روحانی لحاظ سے سرسبز ہو رہی ہوں گی، خود بھی اور اپنی نسلوں کو بڑھا رہی ہوں گی بلکہ اس وجہ سے دنیاوی تعلق بھی آپ کے قائم ہو رہے ہوں گے جو پہلے کسی وجہ سے ختم ہو چکے تھے۔ اور خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ خود آپ کا کفیل ہو جائے گا، وہ خود آپ کی ہر ضرورت کا خیال رکھے گا، آپ کی ضروریات کو پورا کرے گا۔

پھر ایک بہت بڑا عہد جو آپ نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ معروف امور میں اطاعت کرنا۔ وہ تمام کام جو اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو بتائے اور جن کو کھول کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ہمارے سامنے پیش فرمایا ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ وقتاً فوقتاً خلیفۂ وقت کی طرف سے جو باتیں کی جاتی ہیں ان پر عمل کرنا ضروری ہے۔ صرف سن لینا اور کہہ دینا کہ اللہ نے اس کی توفیق دی تو اس پر عمل کریں گے یہ کافی نہیں ہے۔ جب تک ایک لگن کے ساتھ ان پر عمل کرنے کی کوشش نہیں کریں گی کوئی فائدہ نہیں۔ اور جب آپ ان باتوں پر عمل کرنے کی کوشش کریں گی اور اپنی اولادوں کو بھی اس کی نصیحت کریں گی کہ ان پر عمل کرو، اپنے خاوندوں کو بھی اس طرف توجہ دلائیں گی کہ اس پر عمل کرو تو یہ نیکیاں جاری رکھنے کی وجہ سے آپ خلافت احمدیہ کی مضبوطی کا باعث بھی بن رہی ہوں گی جس کا آپ نے عہد کیا ہے۔

مَیں نے آج کل تربیت کے مختلف موضوعات پر خطبات کا سلسلہ شروع کیا ہوا ہے، کافی ہو چکے ہیں۔ اور یہ تمام وہ موضوع ہیں جو قرآن کریم نے ہمیں بتائے ہیں۔ یعنی امانت کا حق ادا کرو، ایک دوسرے کی خاطر قربانی کی عادت ڈالو، سچ بولنے کی عادت ڈالو۔ اب یہ جو سچ بولنے کی عادت ہے اس پر ہی اگر لجنہ کا شعبہ تربیت توجہ دے اور سو فیصد لجنہ کو سچ بولنے کی عادت پڑ جائے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ آدھی سے زیادہ کمزوریاں ہماری دُور ہو جائیں گی۔ بعض عورتوں کو عادت ہوتی ہے کہ اس طرح توڑ مروڑ کر بیان کرتے ہیں کہ اصل جو بات ہوتی ہے اس کا کچھ سے کچھ بن جاتا ہے۔

پھر غیبت نہیں کرنی۔ اب یہ ایک ایسی عادت ہے جو معاشرے میں بہت رواج پکڑ رہی ہے۔ کسی کے پیچھے کسی کی برائی نہیں کرنی، کسی کی بات نہیں کرنی۔ اور احمدی معاشرہ بھی اس کی لپیٹ سے باہر نہیں رہا، اس کے اثر سے باہر نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم غیبت کرتے ہو تو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہوتے ہو۔ اور کوئی بھی پسند نہیں کرتا کہ وہ مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ اب جہاں چار لوگ بیٹھے ہوں فوراً کسی پانچویں کے خلاف باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ بہت ساری مجالس میں دیکھا گیا ہے۔ پھر لوگوں کا ہنسی ٹھٹھا اُڑانا ہے۔ مختلف نام رکھ کر پیچھے سے ان کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔

حسد ہے۔ اب حسد کی آگ بھی ایسی آگ ہے جس میں حسد کرنے والا خود جل رہا ہوتا ہے۔ اپنا نقصان اٹھا رہا ہوتا ہے۔ دوسرے کو کوئی نقصان شاید اتنا نہ پہنچے۔ اپنے آپ کو زیادہ نقصان پہنچ رہا ہوتا ہے۔ غرض اس طرح کے بے شمار احکام قرآن کریم نے ہمیں دیئے ہیں۔ اس لئے مَیں نے گزشتہ خطبوں میں اس پر خاص طور پر توجہ دلائی ہے۔ یہ بھی کہ قرآن پڑھنے اور سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں۔ جب سمجھیں گی اور عمل کرنے کی کوشش کریں گی تو پھر آپ دوسروں سے مزید ممتاز ہو کر مزید علیحدہ ہو کر نکھر کر اُبھریں گی۔ اور اس معاشرے میں بھی آپ کی ایک پہچان ہوگی۔ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ کے اندر، آپ کے احمدیت میں شامل ہونے کی وجہ سے، جماعت احمدیہ میں خلافت کا نظام قائم ہے اور آپ ایک ہاتھ پر جمع ہیں اور آپ نے اس کو قائم رکھنے کا عہد کیا ہوا ہے اور یہ عہد اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو گواہ ٹھہرا کر کیا ہے۔ اس لئے اگر اس عہد پر پورا نہیں اتریں گی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا کہ مَیں سوال کروں گا۔ عہدوں کے بارے میں جواب طلبی ہو گی۔ تم نے ایک وعدہ کیا تھا اس کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ جب تم نے عہد کیا تھا کہ مَیں ہر بات مانوں گی، عمل کروں گی تو جو باتیں کہی گئیں ان پر عمل کیوں نہیں کیا۔ جب تک آپ کا جماعت سے تعلق ہے، اور خدا کرے کہ ہمیشہ خلافت کے ساتھ وفا رہے، آپ کو خلیفۂ وقت کی طرف سے کہی گئی باتوں پر عمل کرنا ہوگا، ان کی طرف توجہ دینی ہوگی جو اصل میں تو خدا تعالیٰ کے احکامات ہیں۔ خلیفۂ وقت تو ان کو آگے پہنچانے کا ایک ذریعہ ہے۔ اصل اطاعت تو خدا تعالیٰ کی ہے اور اس کے رسول کی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے کہ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور یہی چیز ہمیشہ قائم رہنی چاہئے۔ اور اللہ اور رسول کی اطاعت کی وجہ سے ہی اللہ اور رسول سے محبت قائم ہونی ہے اور ہوتی ہے۔ باقی محبتیں تو ضمنی ہیں، باقی محبتیں تو اس وجہ سے ہیں کہ اللہ اور رسول سے محبت کرنی ہے۔ اور پھر اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی شریعت کو دنیا میں پھیلانے کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ ان کی محبت دل میں ہونی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت دل میں ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو یہ محبت دلوں میں قائم کرنے اور ہمیشہ رکھنے اور اپنی نسلوں میں جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ میں سے ہر ایک عابدات اور صالحات کے معیار حاصل کرنے والی ہو۔ کیونکہ آپ ہی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کروانے والی اگلی نسل کو پروان چڑھانا ہے، اگلی نسل کی تربیت کرنی ہے۔ اس کے رسول سے محبت کرنے والی نسل کو پروان چڑھانا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافت احمدیہ سے وفا کرنے والی نسل کو پروان چڑھانا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہے۔ اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہو گے تو فرشتے تمہیں تعلیم دیں گے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دیئے جاؤ گے۔ اور خدا ہر ایک قدم میں تمہارے ساتھ ہوگا“۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 68 مطبوعہ لندن)

خدا کرے کہ خدا تعالیٰ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہو۔ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو۔ ہمیشہ ہر احمدی کے ساتھ ہو۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ اب دعا کریں۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 8 مئی 2015)

ارشاد حضرت امیر المومنین

”اس وقت جس کامیابی کے حصول کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے وہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا کرنا اور آپ کی بعثت کا مقصد بندے کو خدا تعالیٰ کے قریب کرنا اور اس سے زندہ تعلق پیدا کروانا ہے۔ اسی طرح مخلوق کے جو ایک دوسرے پر حق ہیں اُن کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانا اور اُن کی ادائیگی کرنا ہے۔“

(بیان فرمودہ خطبہ جمعہ حضرت امیر المومنین مورخہ 8 نومبر 2013)

طالبِ دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز سونگڑہ اُڈیشہ

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ہر وہ کام جو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بغیر شروع کیا جائے وہ ناقص اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔“

(الجامع الصغیر للسیوطی حرف کاف۔ (۲) کشّاف)

طالبِ دُعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب، ننگل باغبان۔ قادیان

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7, Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian

خلفاءِ راشدین کا انکسار ان کی کمزوری کی علامت نہیں

(سید آفتاب احمد انچارج احمدیہ مرکزی لائبریری قادیان)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء کا سلسلہ آپؐ کی پیشگوئی کے مطابق جاری ہوا جو خلفاء راشدین کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ یہ سلسلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ختم ہوا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ہی آخری زمانہ میں مسیح موعود کی آمد پر خلافت علیٰ منہاج نبوت کا سلسلہ خلفاء راشدین کے طریق پر جاری ہوا جو اللہ کے فضل سے ہمیشہ جاری رہے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث (وصیت) ہے کہ : عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ۔

(مسند احمد بن حنبل، جلد 4، صفحہ ۱۲۷)

یعنی تم میری سنت اور میرے بعد میں آنے والے خلفاء راشدین کی سنت کو اختیار کرنا۔ انبیاء کرام اور خلفاء راشدین اُمّت کے لئے ایک میزان ہوتے ہیں اور ایک قابل تقلید اسوہ رکھتے ہیں۔ اخلاق حسنہ میں سے ایک خُلق انکساری اور تواضع بھی ہے اس خُلق کے تعلق سے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دیکھو تم میں سے جو بھی تواضع اور عاجزی اختیار کریگا اللہ تعالیٰ اس کو روحانی طور پر رفعتیں عطا فرمائیگا۔

اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ (کنز العمال، جلد ۲، صفحہ ۲۵)

یعنی جس کی عاجزی اور تواضع، جس کی اطاعت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور فنا فی محمدؐ کا رتبہ اپنی انتہاء کو پہنچا ہوا ہوگا۔ وہ عجز کے انتہائی مقام، اور تواضع کے انتہائی مقام اور عشق محمدؐ کے انتہائی مقام سے سرفراز ہوگا۔ دراصل عجز اور انکساری عشق کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہے۔ پس جس کی یہ کیفیت ہوگی (اذا تواضع العبد) اُس کے متعلق خدا وعدہ کرتا ہے رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ کہ اللہ تعالیٰ اُسے ساتویں آسمان تک پہنچا دیگا۔

(خطبات ناصر جلد پنجم صفحہ ۸۹)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

’’جتنے خلفاء راشدین ہوئے ہیں (یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے خلافت راشدہ شروع ہوئی پھر اس خلافت کے بعد کچھ اور لوگ آ گئے آخر حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پھر خلافت کا مضبوط نظام قائم فرمایا اور یہ نظام اُس وقت تک قائم رہیگا جب تک کہ جماعت اپنے آپ کو خدا کی نگاہ میں اِس انعام کی مستحق ثابت کرتی جائیگی) ان تمام خلفاء کے حالات کا مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ وہ تمام خلفاء تذلل اور عاجزی کی راہوں کو اختیار کرتے چلے آئے ہیں۔ میں نے بھی خدا کے حکم کے مطابق اُس کی رضا کے لئے اور تمام خلفاء راشدین کی سنت کے مطابق عجز کی راہوں کو اختیار کیا ہے۔ میں آپ میں سے آپ کی طرح کا ہی ایک انسان ہوں اور آپ میں سے ہر ایک کے لئے اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اتنا پیار پیدا کیا ہے کہ آپ لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔ بعض دفعہ سجدہ میں میں جماعت کے لئے اور جماعت کے افراد کے لئے یوں دُعا کرتا ہوں کہ اے خُدا جن لوگوں نے مجھے خطوط لکھے ہیں اُن کی مرادیں بھی پوری کر دے اور اے خدا جنہوں نے مجھے خط نہیں لکھا اور اُنہیں خیال آیا ہے کہ دُعا کے لئے خط لکھیں اگر اُنہیں کوئی تکلیف ہے یا اُن کی کوئی حاجت اور ضرورت ہے تو اُن کی تکالیف کو بھی دور کر دے اور اُن کی حاجتیں بھی پوری کر دے‘‘۔ (خطبات ناصر جلد اول صفحہ ۴۹۲ تا ۴۹۳، خطبہ جمعہ ۱۸ نومبر ۱۹۶۶)

امر واقعہ یہ ہے کہ صاحب ایمان وعلم لوگ خلفاء راشدین کی اِس انکساری اور تواضع کو اُن کی عظمت کردار پر محمول کرتے ہوئے اُس کی تقلید کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر بعض نادان کچھ الگ تاثر رکھتے ہیں اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں۔

’’بعض دفعہ بعض نادان فنا اور نیستی کے اس مقام کو کمزوری سمجھنے لگ جاتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ حضرت ابو بکرؓ نے بھی عاجزی کی راہ اختیار کی۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ اور اُن کے بعد جو خلفاء اور مجدد ہوئے انہوں نے بھی عجز کے اسی راستے کو اختیار کیا تو بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ شخص بڑا کمزور ہے۔ کیوں کہ عاجزی اختیار کرتا ہے وہ یہ نہیں سمجھتے کہ ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کا کچھ ایسا جلوہ ظاہر ہوتا ہے وہ اپنے نفس کو بھی اور دنیا کی ساری مخلوق کو بھی مردہ سمجھتے ہیں۔ نہ ہی اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں نہ دنیا کو کچھ سمجھتے ہیں اور اس عجز کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا مظہر بن جاتے ہیں گویا ایسے لوگوں کے لئے فنا اور نیستی کے مقام سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ایک چشمہ پھوٹتا ہے۔ اس لئے دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہیں کر سکتی۔ اُنہیں ساری دنیا کے مال بھی کوئی لالچ نہیں دے سکتے۔ جب خدا کا یا اُس کے دین کا معاملہ ہو تو کسی دوسرے کے سامنے اُن کا سر جھکا نہیں کرتا۔ ورنہ وہ تو ایک فقیر اور مسکین کے سامنے بھی جھک رہے ہوتے ہیں اور عاجزی دکھا رہے ہوتے ہیں۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کہ فعل اور قول کا اور خدا تعالیٰ کے نام اور اس کی عظمت کا دنیا اور دنیا داروں سے تصادم ہو جائے تو پھر دنیا اُن کے پاؤں کی خاک بھی نہیں ہوتی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ خود ان کا مربی اور معلم ہوتا ہے۔ آپ اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیں‘‘۔ (خطبات ناصر جلد اوّل صفحہ ۴۹۳ تا ۴۹۴ خطبہ جمعہ ۱۸ نومبر ۱۹۶۶)

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے ۱۷ مئی ۱۹۱۴ کو قادیان میں سورۃ المزمل رکوع اوّل کا درس دیتے ہوئے فرمایا۔

’’جب کوئی بادشاہ یا بڑا آدمی کسی سے کلام کرتا ہے تو اس پر رعب پڑ جاتا ہے اُس کا دل دھڑکنے لگتا ہے۔ تو جب تمام جہان کا بادشاہ کلام کریگا تو انسان کا دل کیوں نہ دھڑکے گا۔

میں نے دیکھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح مرحوم و مغفور (مولانا نورالدینؓ) نے ناراضگی کا کبھی کوئی لفظ مجھے یاد نہیں فرمایا تھا۔ لیکن جب کبھی آپ مجھے یاد فرماتے تو میرا دل دھڑکنا شروع ہو جاتا تھا۔ آپ کو بھی میں نے دیکھا ہے کہ بعض اوقات جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آپ کو بلاتے تو پگڑی ہاتھ میں ہی پکڑے ہوئے دوڑے چلے آتے تھے اور فرماتے کہ جب حضرت صاحب مجھے بلاتے ہیں تو میں گھبرا جاتا ہوں‘‘۔

(ضمیمہ الفضل ۱۹ جولائی ۱۹۱۴ صفحہ ۲۲)

اب ہر دو خلفاء مذکور کے دلوں کا دھڑکنا اور گھبرانا اپنے اپنے آقا کے حکم پر کمر بستہ ہونے کی علامت اور عظمت کردار والے انکسار کی حالت ہے نہ کہ کوئی کمزوری کی علامت ہے۔ اب ہم ان دونوں کی سیرت کے ایک اور پہلو کا مطالعہ کرتے ہیں تو اِن کے عجز کے اندر خدا تعالیٰ کی اعجازی قدرت کا بھی جلو نظر آتا ہے۔ چنانچہ ایک تاریخی واقعہ خلافت اولیٰ کا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب مرحوم ایک پُرانے کارکن تھے اُن کی کسی غلطی کی وجہ سے خلیفہ وقت نے اخراج از جماعت نہ کرتے ہوئے ازراہ شفقت دوبارہ بیعت کرنے پر معاف فرما دیا تھا۔ مگر انہوں نے بعد میں حضور رضی اللہ عنہ کی شفقت کو کمزوری سمجھتے ہوئے بھاگ جانے کی دھمکی بالواسطہ دیدی اس کی وجہ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ان کے اندر بڑی صلاحیت ہے ان کے چلے جانے سے یا روٹھ جانے سے پھر آپؓ ان کو منائیں گے۔ چنانچہ اس واقعہ کا ذکر حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانیؓ کے الفاظ میں یوں ہے۔

’’مولوی محمد علی صاحب نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ میری اس قدر ہتک کی گئی ہے کہ اب میں قادیان میں نہیں رہ سکتا۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم ان دنوں مولوی محمد علی صاحب سے بہت تعلق رکھا کرتے تھے۔ ایک دن وہ سخت گھبراہٹ کی حالت میں حضرت خلیفہ اوّل کے پاس پہنچے میں بھی اتفاقاً وہیں موجود تھا اور آتے ہی کہا کہ حضور غضب ہو گیا آپ جلدی کوئی انتظام کریں۔ حضرت خلیفہ اوّل نے فرمایا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا مولوی محمد علی صاحب کہہ رہے ہیں کہ میری یہاں سخت ہتک ہوئی ہے اور میں اب قادیان میں کسی صورت میں نہیں رہ سکتا آپ جلدی کریں اور کسی طرح مولوی محمد علی صاحب کو منانے کی کوشش کریں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ چلے جائیں۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا ڈاکٹر صاحب! مولوی (محمد علی) صاحب سے جا کر کہہ دیجئے کہ کل کے آنے میں تو ابھی دیر ہے آپ جانا چاہتے ہیں تو آج ہی قادیان سے چلے جائیں۔

ڈاکٹر صاحب جو یہ خیال کر رہے تھے کہ اگر مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے تو نہ معلوم کیا زلزلہ آ جائیگا۔ اُن کے تو یہ جواب سُن کر ہوش اُڑ گئے اور انہوں نے کہا حضور! پھر تو بڑا فساد ہوگا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں میں خدا کا قائم کردہ خلیفہ ہوں میں ان دھمکیوں سے مرعوب ہونے والا نہیں۔ اس جواب کو سُن کر مولوی محمد علی صاحب بھی خاموش ہو گئے‘‘۔

(خلافت راشدہ صفحہ ۴۷)

حضرت خلیفہ اوّلؓ کی انکساری کے ساتھ شان استغناء نا قدری والوں کے ساتھ بھی ظاہر ہو گئی۔ اب تاریخی لحاظ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو سب سے پہلے یہی مولوی محمد علی صاحب سے سرزد ہونے والا واقعہ سامنے آتا ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے لئے وصیت کی تھی کہ۔

’’حضرت صاحبؑ کے پُرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی و درگزر کو کام میں لاوے‘‘۔

(تحریر ۴ مارچ ۱۹۱۴ منقول از خلافت راشدہ صفحہ ۱۲۰)

پھر تقدیر کے مطابق حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ہی اگلے خلیفۃ المسیح بنتے ہیں اور پھر مولوی محمد علی صاحب کی پُرانی عادت ظاہر ہوتی ہے اور باوجود کارکن ہونے کے روٹھ کر قادیان چھوڑ جانے کو تیار ہوتے ہیں۔ شاید اپنے کو MA اور کہنہ مشق کارکن حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کل کا میٹرک فیل بچہ سمجھتے ہوں اور سوچتے ہوں مولوی نورالدین اگر دھمکیوں سے مرعوب نہ ہوئے تو شائد یہ (نیا خلیفہ) مرعوب ہو جائے۔ (واللہ اعلم) بہرحال اس تعلق سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو یہ وصیت تھی کہ پرانے احباب سے چشم پوشی مدّنظر رہے۔ اس تعلق سے کیا واقعہ گزرا خود حضورؓ کے الفاظ میں یوں ہے۔

’’میں نے سنا کہ مولوی محمد علی صاحب قادیان کو چھوڑ کر جانے کی تیاری کر رہے ہیں میں نے انہیں لکھا کہ میں نے سنا ہیکہ آپ یہاں سے جانا چاہتے ہیں۔ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ آپ اپنی تکلیف مجھے لکھیں کہ آپ کو کیا تکلیف ہے۔ یہ خط میں نے لکھ کر ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو دیا کہ آپ اُن کے پاس لے جائیں۔ میں نے کسی ملازم وغیرہ کے ہاتھ خط دے کر اس لئے نہ بھیجا تا کہ وہ یہ نہ کہیں کہ کسی اور آدمی کے ہاتھ خط بھیجنے سے میری ہتک ہوئی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کو میں نے یہ بھی کہا کہ آپ جا کر اُن سے پوچھیں کہ آپ یہاں سے کیوں جاتے ہیں؟ اگر آپ کو کوئی تکلیف ہے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں اس کا جواب یہ دیا گیا کہ بھلا ہم قادیان کو چھوڑ کر کہیں جا سکتے ہیں؟ آپ کو معلوم ہی ہے کہ میں نے چھٹی لی ہوئی ہے اسے پورا کرنے کے لئے جاتا ہوں۔ جواب کے آخر میں یہ بھی لکھا تھا کہ میرے جانے کی یہ وجہ بھی ہے کہ آج کل چونکہ بعض طبائع میں جوش ہے اس لئے میں نے خیال کیا ہے کہ کچھ عرصہ باہر رہوں تا کہ جوش کم ہو جائے۔ ایسا نہ ہو پٹھانوں میں سے کوئی جوش میں مجھ پر حملہ کر بیٹھے۔ لیکن اس خط میں زیادہ تر زور اس بات پر دیا گیا تھا کہ ہم قادیان چھوڑ کر کہاں جا سکتے ہیں؟ میں تو چھٹی کے ایام باہر گزارنے کے لئے جاتا ہوں اس کے بعد میں ان سے ملنے کے لئے ان کے گھر گیا میرے ساتھ نواب صاحب بھی تھے۔ جب ہم ان کے پاس جا کر بیٹھے تو کچھ ادھر اُدھر کی باتیں ہوئیں۔ ترجمہ قرآن کے متعلق کچھ گفتگو ہوئی پھر ڈاکٹر صاحب نے اصل مطلب کی طرف کلام کی رو پھیرنے کے لئے کہا کہ میاں صاحب آپ کے خط پر خود آپ کے پاس آئے ہیں۔ ابھی یہ بات انہوں نے کہی ہی تھی کہ مولوی صاحب نے ایک ایسی حرکت کی جس سے ہم نے سمجھا کہ یہ ہمیں ٹالنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے کہ اُن کا یہ مطلب نہ ہو اُس وقت انہیں کم از کم یہ تو خیال کرنا چاہئے تھا کہ ہم گو اسے نہیں مانتے لیکن جماعت کے ایک حصہ نے اس کو امام تسلیم کیا ہے۔ ایک آدمی جسکا نام بگّا ہے وہ کوٹھی کے باہر ان کو نظر آیا انہوں نے فوراً اس کو آواز دی کہ میاں بگّا تو لاہور سے کب آیا۔ کیا حال ہے اور اس سے ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ یہ دیکھ کر ہم اُٹھ کر چلے آئے۔ میں نے ان کی اس حرکت سے یہ نتیجہ نکالا کہ شائد وہ اس معاملہ کے متعلق ہم سے گفتگو کرنی ہی نہیں چاہتے۔ واللہ اعلم۔ ان کی یہ منشاء تھی یا نہ۔ لیکن میرے دوسرے

ساتھیوں کا بھی ایسا ہی خیال تھا اس لئے ہم چلے آئے۔‘‘

(برکات خلافت صفحہ ۱۸ تا۱۹ طبع اوّل)

عاجزی وانکساری کے پتلے خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے اس چشم پوشی کے سلوک کی تحقیر کرنے والے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کیسے چلی کچھ ان الفاظ کے مطالعہ سے ظاہر ہوگی۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مولوی محمد علی صاحب کے اس سنگ دلانہ سلوک کے تعلق سے فرماتے ہیں۔

’’مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور خیال کیا گیا کہ قادیان کا سورج غروب ہوگیا مسیح موعودؑ کا بنایا ہوا مرکز ٹوٹ گیا۔مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور سمجھ لیا گیا کہ اب اسلام کا یہاں نام باقی نہ رہیگا۔مرزا یعقوب بیگ صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی اسکول کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ہم جاتے ہیں ابھی دس سال نہ گزریں گے کہ یہ جگہ عیسائیوں کے قبضہ میں ہوگی۔مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور گویا قادیان کی روح فاعلی نکل گئی۔عام طور پر کہا جانے لگا کہ اب وہاں کوئی آدمی کام کے قابل نہیں۔زیادہ دن نہ گزریں گے کہ قادیان کا کام بند ہو جائیگا۔مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور گویا قادیان کی برکت سب جاتی رہی۔علی الاعلان اس امر کا اظہار ہونے لگا کہ چندہ بند ہو جاویگا اور یہ لوگ بھوکے مرنے لگیں گے تو خود ہوش آجاویگا۔مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور قادیان کی دیانت بھی گویا ساتھ ہی چلی گئی۔کیوں کہ اس بات کا خطرہ ظاہر کیا جانے لگا کہ سب روپیہ خلیفہ خود لے لیگا اور جماعت کا روپیہ برباد ہو جاویگا۔مولوی محمد علی صاحب چلے گئے اور گویا اسلام پر قادیان میں موت آگئی کیوں کہ سمجھ لیا گیا کہ اب اسلام کے احکام کی علی الاعلان ہتک ہوگی اور سلسلہ احمدیہ کو برباد کیا جاویگا اور کوئی ہوش مند روکنے والا نہ ہوگا۔مولوی محمد علی صاحب چلے گئے اور قادیان کے مہاجرین کفار مکہ کے ہم رنگ بن گئے کیوں کہ وعدہ دیا جانے لگا کہ دس سال کے عرصہ میں مولوی صاحب اپنے احباب سمیت قریہ قادیان کو فتح کرکے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل بن کر عزت واحترام کے ساتھ قادیان میں داخل ہوں گے۔مگر حق یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ الہامی پیشگوئی پوری ہوئی کہ۔

’’کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے پس مقام خوف ہے۔‘‘ (تذکرہ صفحہ ۵۳۹ ایڈیشن ۴)

مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء قادیان سے چلے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ الہام پھر دوسری دفعہ پورا ہوا کہ ’’اُخرج منہ الیزیدیون‘‘

(تذکرہ صفحہ ۱۷۶ ایڈیشن ۴)

قادیان سے یزیدی لوگ نکالے جاویں گے۔

ایک دفعہ تو اس طرح کہ قادیان کے اصل باشندوں نے مسیح موعود علیہ السلام کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور دوسری دفعہ اس طرح کہ وہ لوگ جو اہل بیعت مسیح موعودؑ سے بغض وتعصب رکھ کر یزیدی صفت بن چکے تھے وہ قادیان سے حکمت الٰہی کے ماتحت نکالے گئے۔مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ’’انی معک و مع اھلک‘‘

(تذکرہ صفحہ ۴۳۶ ایڈیشن ۴)

اور باوجود ان کے رسوخ اور جماعت کے کاموں پر تسلط کے خدا تعالیٰ نے میرے جیسے ناتواں وضعیف انسان کے مقابلہ پر انکو نیچا دکھایا۔مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور خدا تعالیٰ نے اپنے زبردست نشانوں سے ثابت کر دیا کہ میرا سلسلہ شخصیت پر نہیں بلکہ اس کا متکفل میں خود ہوں چاہوں تو اس سے جو ذلیل سمجھا گیا اور بچہ قرار دیا گیا کام لے لوں۔

الغرض مولوی محمد علی صاحب قادیان سے چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اور اپنے جلال کا ایک زبردست ثبوت دیا اور اس نے اپنی ذات کو تازہ نشانوں سے پھر ظاہر کیا اور وہ اپنی تمام شوکت سے پھر جلوہ گر ہوا اور اس نے علی رؤس الاشہاد پکار دیا کہ احمدیت اس کا قائم کیا ہوا پودا ہے اس کو کوئی نہیں اُکھاڑ سکتا۔خلافت اس کا لگایا ہوا درخت ہے اس کو کوئی نہیں کاٹ سکتا۔اس عاجز اور ناتواں وجود کو اُسی نے اپنے فضل اور احسان سے اس مقام پر کھڑا کیا ہے اس کے کام میں کوئی روک نہیں ہو سکتا قادیان اس کی پیاری بستی ہے اسے کوئی نہیں اُجاڑ سکتا۔‘‘

(آئینہ صداقت صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۲)

حضرت عمرؓ خلیفہ راشد کے کپڑوں پر ایک بدظن شخص نے اعتراض کر دیا اور آپؓ نے اُس کے ایمان کو بچانے کے لئے اسی بھری مجلس میں ہی وضاحت پیش کر دی تھی۔اس میں بھلا اس بدظن شخص کی شان بلند کیسے ہوگئی بلکہ یہ تو خلیفہ راشد کا ایک کمزور شخص پر اُسی طرح کا احسان تھا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک بدظن شخص کے ایمان کو بچانے کے لئے اپنی بیوی کا منہ کھول کر دکھا دیا تھا۔ (بخاری ابواب الاعتکاف)

حقیقت یہ ہے کہ خلفاء راشدین کا انکسار ان کی کمزوری کی علامت نہیں ہوتا بلکہ انکساری کے ساتھ عظمت کردار کا ایک رعب بھی ہوتا ہے۔اس ضمن میں حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے واقعات پیش خدمت ہیں۔

لائل پور کے رسالہ پرچم فروری ۱۹۵۹ میں ایک عجیب واقعہ شائع ہوا تھا۔

’’سب سے پہلے قادیانی خلیفہ مرزا غلام احمد مرحوم کے خاص مصاحبین میں سے ایک نباض کامل حکیم نورالدین صاحب بھیروی بھی تھے جن کا طب کی دنیا میں کافی اعزاز ہے۔حکیم صاحب مرحوم کچھ عرصہ تک مدرس بھی رہے ان دنوں انسپکٹر صاحبان گھوڑوں پر سوار ہو کر دوروں پر اسکولوں میں آیا کرتے تھے۔ایک روز انسپکٹر صاحب وارد اسکول ہوئے اور اس خیال سے کہ ہیڈ ماسٹر مدرسہ سے چل کر آئے اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر مجھے اتارے۔صدر بیرونی دروازہ پر آکر رُک گئے اتفاقاً مولوی صاحب (ہیڈ ماسٹر) اُس وقت کھانا کھا رہے تھے۔انہوں نے بھی دیکھ لیا کہ انسپکٹر صاحب باہر گھوڑے پر سوار کھڑے ہیں لیکن کھانا کھانے کے دوران میں اُٹھنا آداب طعام کے خلاف تھا۔آپ نے چپڑاسی کو دوڑایا کہ دوڑ کر باگ پکڑلو اور صاحب کو لے آؤ۔انسپکٹر صاحب خیر مقدم کے وقت تنہا چپڑاسی کو دیکھ کر آگ بگولا ہو گئے اور کرخت لہجہ میں بولے۔

’’ابے مولوی کہاں ہے‘‘

جواب ملا حضور کھانا کھا رہے ہیں،

’’وہ دیکھ نہیں رہا کہ میں آچکا ہوں جاؤ۔‘‘

یہ کہہ کر بدستور زین پر ڈٹے رہے اور نہ اترے۔

مولوی صاحب نے کمال اطمینان سے کھانا کھایا ہاتھ منہ دھویا۔کلی وغیرہ سے فارغ ہو کر کہیں آدھ پون گھنٹہ کے بعد دروازے پر پہنچے۔انسپکٹر صاحب اسی طرح کسے بیٹھے تھے۔علیک سلیک ہوئی انسپکٹر صاحب کو گھوڑے سے اتارا اور اسکول کے ہال کمرے میں لائے غصہ میں سرابور انسپکٹر نے کُرسی پر بیٹھتے ہی فرمایا۔

’’میرا اپتا ہے میں آپ کی سند کے ٹُکڑے ٹکڑے کر سکتا ہوں‘‘

مولوی صاحب خاموش رہے اور چند منٹوں بعد ’’پانچ منٹ اجازت‘‘ کہہ کر ملحقہ کمرے میں آئے۔سوٹ کیس میں سے اپنی سند نکالی اور خود ہی پُڑیوں میں تقسیم کر کے صاحب تک پہنچے ’’یہی کام تھا جس کے متعلق مجھے دھمکی دے رہے تھے یہ کام تو میں بھی کر سکتا ہوں اور آپ سے بہتر طریق پر کر سکتا ہوں۔اب آپ اسکول میں بیٹھیں میں جا رہا ہوں‘‘۔انسپکٹر صاحب ہکا بکا رہ گئے کہ اتنی عزت نفس کے مالک مدرس سے پالا پڑا ہے۔اب انسپکٹر صاحب منتیں کر رہے ہیں لیکن مولوی صاحب بمصداق

بروایں دام بر مُرغ وگرنہ کہ عنقا را بلند ست آشیانہ

بالکل نہیں مان رہے تا آنکہ اس خوش آمد پسند افسر کے منہ پر خودداری کا زبردست طمانچہ رسید کرتے ہوئے یہ جاوہ جا اسکول کی چاردیواری کو پھاند گئے۔‘‘

(ماہ نامہ الفرقان ربوہ مارچ ۱۹۵۹ صفحہ ۷ اور تاریخ احمدیت جلد ۳ صفحہ ۳۱، ۳۲ مطبوعہ قادیان ۲۰۰۷)

عاجزی وانکساری کے پتلے خلفاء کرام کی سیرت میں ہرگز کمزوری نہیں ہوتی مگر اپنے اپنے وقت پر اس عظمت کردار کا اظہار الگ الگ طریقہ سے ہوتا ہے۔مضمون کے آغاز میں ایک مثال دی گئی تھی اب ایک اور مثال بھی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’ہم نے حضرت خلیفہ اوّل کو دیکھا ہے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں ہمیشہ پیچھے بیٹھے ہوتے تھے۔حضرت مسیح موعودؑ جب آپ کو کہتے کہ آگے آؤ تو دیکھنے والے جانتے ہیں آپ پسینہ پسینہ ہو جاتے مگر منافق طبع لوگوں کو دیکھا ہے آدمیوں کی صفوں کو چیرتے ہوئے آتے اور سب سے آگے بڑھ کر بیٹھتے۔میں نے ان پیغامیوں کو دیکھا حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے لاتیں پھیلائی ہوئی یوں رانوں پر ہاتھ مار رہے ہوتے جس طرح کوئی بے تکلف دوست سے گفتگو کرتے وقت مارتا ہوتا جو کوئی دیکھے انہیں بہت بڑا مقرب سمجھے۔یہ لوگ ایسے منافق نہ تھے جیسے مکہ والے مگر ان میں کمزوریاں ضرور تھیں دراصل لوگوں کی مختلف ایمانی حالتیں ہوتی ہیں۔اور ان سے مختلف قسم کا سلوک کیا جاتا ہے۔اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ بڑے مقرب ہیں کسی کا اخلاص ایثار اور قربانی سے ظاہر ہوتا ہے۔‘‘

(خطابات شوریٰ جلد اوّل صفحہ ۱۳۸ مطبوعہ قادیان)

خلفاء راشدین میں سے پہلے دور کے خلفاء (حضرت ابوبکر تا حضرت علیؓ) کو حکومت بھی ملی ہوئی تھی۔جب کہ دور ثانی میں حکومت والے اختیارات نہیں ہیں۔بعض لوگ بغیر حکومت والی خلافت کو کمزور سمجھ کر دھمکیاں دینے کی جرأت کر دیتے ہیں۔ایک سبق آموز واقعہ کا ذکر یوں ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ خواجہ کمال الدین صاحب کی مقدمے کی دھمکی کا ذکر یوں فرماتے ہیں۔

’’باقی رہا سوال مقدمہ کا کہ مقدمہ ہوگا اور عدالتوں تک جانا پڑیگا یہ ایسی دھمکیاں ہیں جو ہمیشہ راستبازوں کو ملتی رہی ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے کسریٰ نے اپنے آدمی بھیجے۔حضرت مسیح موعودؑ کو عدالتوں میں گھسیٹا گیا۔اسی طرح اگر کوئی مجھے بھی عدالت میں بلوائے یا انجمن پر مقدمہ کرے تو کیا حرج ہے۔

ایں ہم اندر عاشقی بالائے غم ہائے دگر

جب میں نے خدا کے لئے اور صرف خدا کے لئے اس کام کو اپنے ذمہ لیا ہے اور میں نے کیا لینا تھا خدا تعالیٰ نے یہ کام میرے سپرد کر دیا ہے تو اب مجھے اس سے کیا خوف ہے کہ انجام کیا ہوگا میں جانتا ہوں کہ انجام بہر حال بہتر ہوگا۔کیوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا مجھ سے وعدہ ہے اور وہ سچے وعدوں والا ہے۔پس آپ مجھے مقدموں سے کیا ڈراتے ہیں۔ہمارا مقدمہ خدا کے دربار میں داخل ہے۔کیا یہ بات بعید ہے کہ پیشتر اس کے کہ دنیا کی حکومتیں ہمارے جھگڑے فیصلہ کریں۔احکم الحاکمین خود ہمارے مقدمہ کا فیصلہ کر دے اور گورنمنٹ کے دخل دینے کے بعد کسی ماتحت عدالت کا کیا حق ہے کہ کچھ کر سکے پس اگر خدا تعالیٰ ہی کوئی فیصلہ صادر فرمائے جس سے سب فساد دور ہو کر امن ہو جائے تو دنیا کی حکومتوں نے کیا دخل دینا ہے۔مقدمات سے ان کو ڈرائیں جن کی نظر دنیا کے اسباب پر ہے۔کوئی دنیا کی حکومت ہمیں اس مقام سے نہیں ہٹا سکتی جس پر خدا تعالیٰ نے ہمیں کھڑا کیا ہے۔کیوں کہ دنیوی حکومتوں کا اثر جسم پر ہے دل پر نہیں۔دل صرف خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں۔‘‘ (القول الفصل مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان ۳۰ جنوری ۱۹۱۵ صفحہ ۵۴، ۵۵)

یہ ہے خلفاء راشدین کا انکسار جو علامت کمزوری نہیں۔

☆......☆......☆

M/S ALLIA EARTH MOVERS

(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ہمیشہ یادرکھیں کہ خلیفۂ وقت کے احکامات پر عمل کرنا اوران کی پابندی کرنا اورخلافت سے وفا کا تعلق رکھنا ہراحمدی کا فرض ہونا چاہئے۔اس کے بغیر وہ ان ترقیوں اور برکتوں سے حصہ نہیں لے سکتا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت اور جماعت سے وابستہ کررکھی ہیں۔

خلافت سے خود بھی وابستہ رہنے اوراپنی اولاد کو بھی اس سے وابستہ رکھنے کے لئے خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی نصائح کی جاتی ہیں اور جن امور کی طرف بھی خطبات میں توجہ دلائی جاتی ہے ان پر نہ صرف خود عمل پیرا ہوں بلکہ اپنے بچوں کو بھی ان کی طرف توجہ دلائیں اوران پر عمل کروائیں

اپنے پردوں کی طرف خاص طور پر توجہ کریں اور یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کے بارہ میں ہمارے لئے کیا احکامات دیئے ہیں ان احکامات پر غور کریں اوران پر پوری طرح عمل کریں

آپ جہاں اپنی عبادتوں کے معیار اونچے کریں وہاں اپنی ظاہری حالتوں میں بھی ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں جو کسی غیر کو کبھی بھی آپ پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہ دے

لجنہ اماء اللہ پاکستان کی شوریٰ منعقدہ 2014ء کے موقع پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

عزیز ممبرات لجنہ اماء اللہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

لجنہ اماء اللہ پاکستان کی شوریٰ ہورہی ہے اور شوریٰ کے لئے جو نمائندگان منتخب کی جاتی ہیں ان کی ذمہ داری صرف شوریٰ کے اجلاس کی حد تک نہیں ہوتی بلکہ شوریٰ کی سفارشات کے پاس ہونے کے بعد ان کا ایک اور بھی کردار ہونا چاہئے جو سارے سال پر پھیلا ہوا ہو۔انہیں مرکزی طور پر بھی اوراپنی مقامی مجلس کی سطح پر بھی یہ نظر رکھنی چاہئے کہ امسال شوریٰ کی جو تجاویز منظور ہوئیں ان پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے۔وہ اگر عہدیدار نہ بھی ہوں تو تب بھی بحیثیت شوریٰ ممبر اُن کا یہ کام ہے کہ وہ نظر رکھیں کہ کس حد تک عمل ہو رہا ہے اور پھر اگر کہیں کوئی کمی دیکھیں تو متعلقہ عہدیداروں کو اس طرف توجہ دلائیں۔

دوسرے ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ جماعت کی ترقی اللہ نے مقدّر کی ہوئی ہے ۔یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے وعدے ہیں۔اسی طرح خلافت کے جاری رہنے کا بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے جو پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر آپ کے عاشقِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کیا اور اس وعدے کی وضاحت پوری تفصیل سے آپ نے رسالہ الوصیت میں بیان کی ہے۔اس لئے یہ نظام خلافت تو انشاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا لیکن ہر احمدی کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس ترقی کا حصہ بننے کے لئے اس کو خلافت سے تعلق جوڑنا ہوگا۔ یہ نہیں کہ کسی پہلے خلیفہ سے زیادہ یا کسی بعد کے خلیفہ سے کم تعلق کا اظہار کیا جائے۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت کے احکامات پر عمل کرنا اوران کی پابندی کرنا اور خلافت سے وفا کا تعلق رکھنا ہر احمدی کا فرض ہونا چاہئے۔اس کے بغیر وہ ان ترقیوں اور برکتوں سے حصہ نہیں لے سکتا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت اور جماعت سے وابستہ کر رکھی ہیں۔

اس لئے آپ اپنے بھی جائزے لیں اور اپنے گھروں میں بھی سب کے جائزے لیں اور صرف جائزے ہی نہ لیں بلکہ خلافت سے خود بھی وابستہ رہنے اور اپنی اولاد کو بھی اس سے وابستہ رکھنے کے لئے خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی نصائح کی جاتی ہیں اور جن امور کی طرف بھی خطبات میں توجہ دلائی جاتی ہے ان پر نہ صرف خود عمل پیرا ہوں بلکہ اپنے بچوں کو بھی ان کی طرف توجہ دلائیں اور ان پر عمل کروائیں۔اگر عورتیں اپنے گھر کی اکائی سے اس اصلاح کی طرف توجہ دیں اور اس میں حصہ لینے والی بن جائیں تو اس سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے تربیتی معاملات میں بہت بہتری آسکتی ہے۔

پاکستان میں عورتوں اور خاص طور پر نوجوان پڑھی لکھی بچیوں کے بارہ میں یہ اطلاعیں بھی مجھے ملتی رہتی ہیں کہ ان میں پردے کا معیار کم ہوتا جارہا ہے۔ حالانکہ مَیں بار بار اس طرف توجہ دلا چکا ہوں۔ اور صرف میرا توجہ دلانا ہی نہیں بلکہ یہ تو قرآن کریم کا ایک بنیادی حکم ہے۔

اگر آپ کے پردہ کا معیار پہلے اچھا تھا اور اب اس میں کمی آگئی ہے تو یہ بات لوگوں کو آپ پر انگلی اٹھانے کا موقعہ دے گی۔اسلام میں جو پردے کا حکم ہے اس پردے کا افریقہ کی عورتوں میں، غیر مسلم عورتوں میں کوئی تصوّر نہیں تھا اور نہ ہی مسلمان ہونے سے پہلے ان کے پردے کا کوئی معیار تھا۔لیکن جب وہ عیسائیت سے، لامذہبیت سے مسلمان ہوئیں تو ان کے نزدیک سر اور جسم کو اچھی طرح سے ڈھانپ لینا ہی پردہ قرار پایا اور انہوں نے پھر ہمیشہ اپنے اس پردہ کے معیار کو قائم رکھا ہے۔ بلکہ اس میں بہتری بھی کر رہی ہیں ۔بعض نے انتہائی اچھا معیار بھی قائم کرلیا ہے۔

لیکن آپ لوگ اگر برقعوں یا نقابوں سے اب کھلے چہروں یا ایسے کوٹوں کی طرف آجائیں گی جس سے جسم کی بناوٹ ظاہر ہوتی ہو تو یہ آپ کے پردوں کے معیار میں کمی ہوگی ۔ پس اپنے پردوں کی طرف خاص طور پر توجہ کریں اور یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے پردہ کے بارہ میں ہمارے لئے کیا احکامات دیئے ہیں۔ ان احکامات پر غور کریں اور ان پر پوری طرح عمل کریں۔ اگر آپ اللہ تعالیٰ کے ہر چھوٹے سے چھوٹے حکم پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں گی تو آپ ان فیوض وبرکات سے حصہ پانے والی بنیں گی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ بندوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔اور پاکستان میں رہنے والی احمدی خواتین کو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی زیادہ کوشش کرنی چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو زیادہ سے زیادہ اور جلد تر حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اور حالات کی وجہ سے جن محرومیوں کا شکار ہیں ان سے جلد سے جلد تر چھٹکارا حاصل کرنے والی بنیں۔ خاص طور پر شہری مجالس اور پڑھی لکھی لڑکیوں کو اس طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ کوئی ان کی طرف یہ کہہ کر انگلی نہ اٹھا سکے کہ یہ دعویٰ تو پکّا مسلمان ہونے کا کرتی ہیں لیکن ان کے عمل قرآنی تعلیم کے خلاف ہیں۔پس آپ جہاں اپنی عبادتوں کے معیار اونچے کریں وہاں اپنی ظاہری حالتوں میں بھی ایسی تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں جو کسی غیر کو کبھی بھی آپ پر انگلی اٹھانے کا موقعہ نہ دے۔اللہ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو ہمیشہ خلافت سے وفا کا تعلق بھی قائم رکھنے کی توفیق عطا فرماتا چلا جائے۔ مجھے آپ کی طرف سے خوش کن خبریں ہمیشہ ملتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد تر ایسے سامان پیدا فرمائے کہ جلسوں اور اجتماعوں کی رونقوں اور برکتوں سے آپ دوبارہ فیضیاب ہوسکیں۔آمین

پاکستان کے احمدی ہمیشہ میری نظروں اور دعاؤں میں رہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔آمین

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 20 مارچ 2015)

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود

RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

جماعتی رپورٹیں

جلسہ یوم مسیح موعودؑ

✡ مورخہ 23 مارچ 2015 کو احمدیہ مسجد جڑ چرلہ میں مکرم سید سرفراز حسین صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم میر احمد عامر صاحب نے کی۔ مکرم میر احمد فاروق صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم میر احمد اثر صاحب، مکرم صباح الدین ناصر صاحب، مکرم میر احمد جنید صاحب، مکرم میر احمد فائز صاحب اور خاکسار نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ چنتہ کنٹہ میں بھی مورخہ 23 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا جس کی صدارت خاکسار نے کی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم بی نظیر احمد صاحب زعیم انصار اللہ نے کی۔ مکرم احسن احمد شجاعت صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم شمیم احمد صاحب سیکرٹری مال اور مکرم محمد وسیم احمد صاحب معتمد خدام الاحمدیہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(ایچ ناصر الدین، مبلغ جڑ چرلہ، تلنگانہ)

✡ جماعت احمدیہ پمبی کلاں، پنجاب میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعود زیر صدارت صدر جماعت احمدیہ پمبی کلاں منعقد کیا گیا۔ تلاوت ونظم کے بعد خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (وسیم احمد شیخ، پمبی کلاں، مانسہ)

✡ جماعت احمدیہ بریٹھ میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو مکرم جگّا خان صاحب کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ستّو خان صاحب نے کی۔ نظم مکرم بلوندر خان صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (طارق محمود، معلم بریٹھ)

✡ جماعت احمدیہ ڈنگو میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو بعد نماز مغرب جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد ہوا جسکی صدارت مکرم قائد صاحب مجلس خدام الاحمدیہ ڈنگو نے کی۔ تلاوت مکرم منصور احمد صاحب نے کی۔ نظم مکرم سرور احمد صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم خالد احمد خان صاحب معلم ڈنگو اور مکرم داؤد احمد شاکر صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ سیرت کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

✡ جماعت احمدیہ بڈھڑ راجپوتاں ضلع اونہ میں بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت مکرم شان محمد صاحب صدر جماعت جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم عزیزم انتصار احمد نے کی، نظم عزیزم بشارت احمد نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم افتخار احمد صاحب بھٹی نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ برخاست ہوا۔

✡ جماعت احمدیہ ٹھٹھل میں بعد نماز مغرب وعشاء زیر صدارت مکرم امیر صاحب ضلع اونہ جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم عاصف صاحب نے کی اور عزیزم دانش احمد نے نظم پڑھی۔ بعد ازاں عزیزہ سومیرا اور عزیزہ انیقہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے حوالہ سے تقریر کی۔ اس کے بعد بچوں نے ترانہ پیش کیا۔ خاکسار نے 23 مارچ کی اہمیت کے موضوع پر تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(محمد رفیع، ضلع اونہ، ہماچل)

✡ جماعت احمدیہ لدھیانہ میں مورخہ 22 اپریل 2015 کو صدر جماعت احمدیہ لدھیانہ کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ اسی طرح مورخہ 20 فروری کو جلسہ یوم مصلح موعود منعقد کیا گیا۔ جماعتی تعلیم وتربیت کے علاوہ علاقہ کے معززین سے مل کر انہیں جماعتی لٹریچر گیا۔ احباب کرام سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں احسن رنگ میں خدمات دینیہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(عبدالحق، معلم لدھیانہ)

✡ جماعت احمدیہ رائیکے پور۔ کانپور میں مورخہ 23 اپریل 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم نظر محمد صاحب نے کی۔ نظم مکرم عاصف احمد صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں خاکسار نے یوم مسیح موعود کی مناسبت سے تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (شرافت احمد خان)

کلام الامام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”نماز وہ ہے جس میں شوزش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے۔“

(ملفوظات، جلد 4، صفحہ 292)

منجانب: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

✡ جماعت احمدیہ گالڑ میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور شرائط بیعت کے موضوع پر تقاریر ہوئیں۔

(وحید النبی، معلم جماعت احمدیہ گالڑ)

✡ جماعت احمدیہ خیالی میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعود منعقد کیا گیا۔

(راشد احمد، معلم جماعت احمدیہ خیالی)

✡ جماعت احمدیہ بریلی میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی وثیق احمد صاحب نے کی۔ نظم مکرم مولوی نظام الدین صاحب نے پڑھی۔ بعد ازاں یوم مسیح موعود کی مناسبت سے تقاریر ہوئیں۔ (نظام الدین احمد، معلم بریلی)

✡ جماعت احمدیہ فیض آباد کالونی سری نگر میں مورخہ 23 مارچ 2015 کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کیا گیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم خورشید احمد وانی صاحب نے یوم مسیح موعودؑ کی مناسبت سے تقریر کی۔ دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ دوران ماہ مسجد فیض آباد کالونی میں ایک مثالی وقار عمل بھی کیا گیا۔ جس میں مشن ہاؤس اور مسجد کی صفائی کی گئی۔ (الطاف حسین نائک، مبلغ فیض آباد کالونی سری نگر)

✡ جماعت احمدیہ لکھنو میں مورخہ 5 اپریل 2015 کو خاکسار کی زیر صدارت جلسہ یوم مسیح موعودؑ کا انعقاد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم سلمان احمد سلیجہ صاحب نے کی۔ نظم مکرم یامین خان صاحب معلم سلسلہ نے پڑھی۔ بعد ازاں مکرم مولوی سید قیام الدین برق صاحب مبلغ دعوت الی اللہ، مکرم مولوی انیس احمد صاحب مربی دعوت الی اللہ اور مکرم مولانا تنویر احمد خادم صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند نے یوم مسیح موعود کی مناسبت سے تقاریر کیں۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (مقصود احمد بھٹی، مبلغ انچارج لکھنو)

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ ضلع موگا

✡ مورخہ 11۔12 اپریل 2015 کو مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ موگا کے دو روزہ سالانہ اجتماع کا انعقاد ہوا۔ افتتاحی اجلاس خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم شیراز احمد صاحب نے عہد دہرایا۔ مکرم غلام نبی ڈار صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھی۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد اطفال کے دو گروپ بنا کر قرآن مجید کی منتخب سورتیں اور ابتدائی سترہ آیات سنی گئیں۔ مورخہ 12 اپریل 2015 کو نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔ نماز فجر مکرم غلام احمد مبارک صاحب نے پڑھائی۔ درس حدیث مکرم محمد یعقوب صاحب نے دیا۔ بعد ازاں اسکول کی گراؤنڈ میں خدام واطفال کے ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ ناشتے سے فارغ ہونے کے بعد 10 بجے خدام واطفال کے مختلف علمی مقابلہ جات ہوئے۔ اختتامی تقریب نمائندہ صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت مکرم شیخ صباح الدین صاحب کی زیر صدارت 1 بجے منعقد ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مبارک احمد شوشک صاحب نے کی۔ عہد خدام واطفال وعہد وفائے خلافت کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس اجتماع میں 10 مجالس سے 80 خدام واطفال نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور خدام واطفال میں سبقت فی الخیر کی روح پیدا کرے۔ آمین (ایوب علی، مبلغ انچارج موگا، فیروز پور)

ہفتہ اطفال قادیان

✡ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان کو مورخہ 24 تا 30 اپریل 2015 ہفتہ اطفال منعقد کرنے کی توفیق ملی جس میں قادیان کے تمام حلقہ جات کے اطفال کی نمائندگی ہوئی۔ اس دوران اطفال کے مختلف علمی وورزشی مقابلہ جات بھی منعقد کروائے گئے۔ ہفتہ اطفال کی اختتامی تقریب وتقسیم انعامات مورخہ 2 مئی 2015 کو بعد نماز مغرب وعشاء بمقام مسجد اقصیٰ زیر صدارت محترم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی قادیان منعقد ہوئی۔ تلاوت، عہد اور نظم کے بعد محترم رفیق احمد بیگ صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے خطاب فرمایا۔ بعد ازاں مکرم سید سعید الدین احمد صاحب ناظم اطفال قادیان نے رپورٹ ہفتہ اطفال پیش کی۔ صدارتی خطاب کے بعد محترم ناظر صاحب اعلیٰ نے اطفال میں انعامات تقسیم کئے۔ دعا کے بعد یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ (سید وحید الدین احمد، سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ قادیان)

کلام الامام

”جب تک مسلمان قرآن شریف کے پُورے متّبع اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 292)

طالب دعا: ایڈوکیٹ آفتاب احمد تیاپوری مرحوم مع فیملی، حیدر آباد

بقیہ منصف کا جواب از صفحہ 2

زیادہ نقصانات ہو جانے پر اگر دشمنوں کی طرف سے اعتراض ہوا تو ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔ پس میں اس موقع پر خاموش رہنا پسند نہیں کرتا اور اس خطبہ کے ذریعے یہ اعلان کرتا ہوں کہ ہم نجدیوں کے اس فعل کو نہایت نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور جو لوگ ان کی تائید کر رہے ہیں ان کے سینے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے خالی سمجھتے ہیں۔"(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 ستمبر 1925ء مطبوعہ الفضل 10 ستمبر 1925)

احراریوں کے الزام کی تردید

احراریوں نے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ پر یہ جھوٹا اور بے بنیاد الزام عائد کیا تھا کہ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بھی بجادی جائے تو مرزائی لوگ اس کی کوئی پرواہ نہ کریں گے بلکہ خوش ہوں گے اس کے جواب میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں :

"دوسرا اتہام جو میں نے چند دن ہوئے سنا ہے وہ یہ ہے کہ منصوری میں احراریوں کا ایک جلسہ مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مسٹر حسام الدین صاحب ایک احراری نے جماعت احمدیہ کے خلاف لوگوں کو اشتعال دلاتے ہوئے کہا کہ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بھی بجادی جائے تو مرزائی لوگ اس کی کوئی پرواہ نہ کریں گے بلکہ خوش ہوں گے۔ اس کے جواب میں بھی میں کہتا ہوں **لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ**۔ خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجانا تو الگ رہی ہم تو یہ بھی پسند نہیں کر سکتے کہ خانہ کعبہ کی کسی اینٹ کو کوئی شخص بد نیتی سے اپنی اُنگلی بھی لگائے اور ہمارے مکانات کھڑے رہیں ......اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہم قادیان کا احترام کرتے ہیں مگر کیا ایک چیز کے احترام کرنے کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ ہم دوسری چیزوں کا احترام نہیں کرتے۔ کیا وہ شخص جو اپنے ماں باپ کا احترام کرتا ہے اس کے احترام کے یہ معنی ہوں گے کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام نہیں کرتا۔ یا جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام کرتا ہو اس کے احترام کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کا احترام نہیں کرتا۔

......**قادیان سے محبت کا یہ نتیجہ کیونکر نکالا جاسکتا ہے کہ ہمیں مکہ معظّمہ محبوب نہیں۔ بے شک ہمیں قادیان محبوب ہے اور بے شک ہم قادیان کی حفاظت کے لئے ہر ممکن قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں مگر خدا شاہد ہے خانہ کعبہ قادیان سے بدرجہا زیادہ محبوب ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ چاہتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ خدا وہ دن نہیں لاسکتا لیکن اگر خدانخواستہ کبھی وہ دن آئے کہ خانہ کعبہ بھی خطرہ میں ہو اور قادیان بھی خطرہ میں ہو اور دونوں میں سے ایک کو بچایا جاسکتا ہو تو ہم ایک منٹ بھی اس مسئلہ پر غور نہیں کریں گے کہ کس کو بچایا جائے بلکہ بغیر سوچے کہہ دیں گے کہ خانہ کعبہ کو بچانا ہمارا اوّلین فرض ہے۔ پس قادیان کو ہمیں خدا تعالیٰ کے حوالے کر دینا چاہئے۔**

خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خانہ کعبہ کے بعد مدینہ کے لئے دعا کی اور کہا اے میرے رب ! جیسے حضرت ابراہیمؑ نے مکہ کے لئے برکت چاہی تھی ، میں تجھ سے مدینہ کے ناپوں اور پیمانوں میں برکت چاہتا ہوں اور جیسے وہاں ایک حصہ کو حرم قرار دیا گیا، اسی طرح میں بھی مدینہ کے ایک حصہ کو حرم بناتا ہوں اور جس طرح وہاں شکار اور فساد اور قتل و خون ریزی کی ممانعت ہے اسی طرح میں بھی مدینہ کے ایک علاقہ میں شکار، فساد اور قتل و خون ریزی منع کرتا ہوں۔ مگر کیا کوئی نادان کہہ سکتا ہے کہ یہ دعا مانگ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظّمہ کی ہتک کرنا چاہتے تھے؟ مدینہ کو مکرم بنانے کے ہر گز یہ معنے نہیں کہ مکہ معظّمہ کی عزت کم ہے۔ اسی طرح قادیان کو عزت دینے کے بھی ہر گز یہ معنی نہیں کہ ہمارے دلوں میں خانہ کعبہ یا مدینہ منورہ کی عزت نہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مکہ وہ مقدس مقام ہے جس میں وہ گھر ہے جسے خدا نے اپنا گھر قرار دیا اور مدینہ وہ بابرکت مقام ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری گھر بنا، جس کی گلیوں میں آپ چلے پھرے اور جس کی مسجد میں اس مقدس نبیؐ نے جو سب نبیوں سے کامل نبیؐ تھا اور سب نبیوں سے زیادہ خدا کا محبوب تھا، نمازیں پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیں۔ اور قادیان وہ مقدس مقام ہے جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات مقدسہ کا خدا تعالیٰ نے دوبارہ حضرت مرزا صاحب کی صورت میں نزول کیا۔ یہ مقدس ہے باقی سب دنیا سے مگر تابع ہے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے۔

پس وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے تو احمدی خوش ہوں گے وہ جھوٹ بولتا ہے، وہ افترا کرتا ہے اور وہ ظلم و تعدی سے کام لیکر ہماری طرف وہ بات منسوب کرتا ہے جو ہمارے عقائد میں داخل نہیں اور ہم اس شخص سے کہتے ہیں **لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ**۔"(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اگست 1935ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ:

جس شخص کے دل میں مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق اتنی غیرت ہو اس کے ماننے والوں کے متعلق کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بج جائے تو وہ خوش ہوں۔ ہم تو یہ بھی برداشت نہیں کر سکتے کہ تسلیم کیا جائے کہ حقیقی طور پر مکہ اور مدینہ کی کوئی حکومت حفاظت کر رہی ہے۔ ہم تو سمجھتے ہیں کہ عرش سے خدا مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کر رہا ہے۔ کوئی انسان ان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ ہاں ظاہری طور پر ہوسکتا ہے کہ اگر کوئی دشمن ان مقدس مقامات پر حملہ کرے تو اس وقت انسانی ہاتھ کو بھی حفاظت کے لئے بڑھایا جائے لیکن **اگر خدانخواستہ کبھی ایسا موقع آئے تو اس وقت دنیا کو معلوم ہو جائے گا کہ حفاظت کے متعلق جو ذمہ داری خدا تعالیٰ نے انسانوں پر عائد کی ہے اس کے ماتحت جماعت احمدیہ کس طرح سب لوگوں سے زیادہ قربانی کرتی ہے۔ ہم ان مقامات کو مقدس ترین مقامات سمجھتے ہیں۔ ہم ان مقامات کو خدا تعالیٰ کے جلال کے ظہور کی جگہ سمجھتے ہیں اور ہم اپنی عزیز ترین چیزوں کو ان کی حفاظت کے لئے قربان کرنا سعادت دارین سمجھتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ جو شخص ترچھی نگاہ سے مکّہ کی طرف ایک دفعہ بھی دیکھے گا خدا اس شخص کو اندھا کر دے گا اور اگر خدا تعالیٰ نے کبھی یہ کام انسانوں سے لیا تو جو ہاتھ اس بدبیں آنکھ پھوڑنے کے لئے آگے بڑھیں گے ان میں ہمارا ہاتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے سب سے آگے ہوگا۔**"(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اگست 1935ء)

مکّہ اور مدینہ ترکی کی حکومت کی حفاظت کر رہے ہیں

ایک مرتبہ جب ترکی کا سفیر حسین کامی قادیان آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس کی ملاقات ہوئی تو حضورؑ نے اسے کہا کہ حکومت میں بعض لوگ ایسے ہیں جو اہم خدمات پر مامور ہیں لیکن حکومت کے سچے خیر خواہ نہیں ہیں۔ دیانت سے اپنی خدمات ادا نہیں کرتے۔ اس پر اسے غصہ آگیا اور اس نے کہا کہ یہ لوگ اسلامی حکومت کی ہتک کرتے ہیں۔ اور مولویوں نے بھی شور مچا دیا کہ مرزا صاحب نے ترکی حکومت کی ہتک کی ہے جو حرمین شریفین کی محافظ ہے۔ جب یہ شور بلند ہوا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے جواب میں لکھا کہ تم یہ کہتے ہو کہ ترکی کی حکومت مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کرتی ہے۔ مگر مَیں سمجھتا ہوں کہ ترکی کی حکومت چیز ہی کیا ہے کہ وہ مکّہ اور مدینہ کی حفاظت کرے۔ مکّہ اور مدینہ تو خود ترکی کی حکومت کی حفاظت کر رہے ہیں۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اگست 1935ء)

مباہلہ کا چیلنج

حضرت مصلح موعودؓ مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کا الزام لگانے والوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں :

"خانہ کعبہ، مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے متعلق جو ہمارے جذبات ہیں ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ دوسروں کی نسبت بہت زیادہ سخت ہیں اور اگر اس میں کسی کو شبہ ہو تو ......اس قسم کا اعتراض کرنے والے آئیں اور ہم سے مباہلہ کر لیں۔ ہم کہیں گے کہ اے خدا! مکہ اور مدینہ کی عظمت ہمارے دلوں میں قادیان سے بھی زیادہ ہے۔ ہم ان مقامات کو مقدس سمجھتے ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے اپنی ہر چیز قربان کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن اے خدا! اگر ہم دل سے یہ نہ کہتے ہوں بلکہ جھوٹ اور منافقت سے کام لے کر کہتے ہوں اور ہمارا اصل عقیدہ یہ ہو کہ مکہ اور مدینہ کی کوئی عزت نہیں یا قادیان سے کم ہے تو تُو ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔ اس کے مقابلہ میں احرار اُٹھیں اور وہ یہ قسم کھا کر کہیں کہ ہمیں یقین ہے کہ احمدی مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے دشمن ہیں اور ان مقامات کا گرنا اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجائی جانا احمدیوں کو پسند ہے۔ پس اے خدا! اگر ہمارا یہ یقین غلط ہے اور احمدی مکہ اور مدینہ کی عزت کرنے والے ہیں تو تُو ہم پر اور ہمارے بیوی بچوں پر عذاب نازل کر۔ وہ اس طریق فیصلہ کی طرف آئیں اور دیکھیں کہ خدا اس معاملہ میں اپنی قدرت کا کیا ہاتھ دکھاتا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 اگست 1935ء)

(جاری)

تنویر احمد ناصر

تصحیح : اخبار ہفت روزہ بدر قادیان 30/اپریل 2015ء میں اخبار "منصف" حیدر آباد کے اعتراضات کے جواب میں صفحہ 13 پر محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کی نظم "جلسہ سالانہ قادیان کا روح پرور نظارہ" سے چند اشعار الفضل قادیان سے لگائے گئے تھے جس کا حوالہ سہواً 27/دسمبر 1933ء درج ہوا ہے۔ محترم مولانا ظفر محمد ظفر صاحب کے پوتے مکرم آصف احمد ظفر بلوچ آف ربوہ نے توجہ دلائی ہے کہ اس نظم کا درست حوالہ الفضل قادیان 25 دسمبر 1932ء صفحہ 9 ہے۔ احباب درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

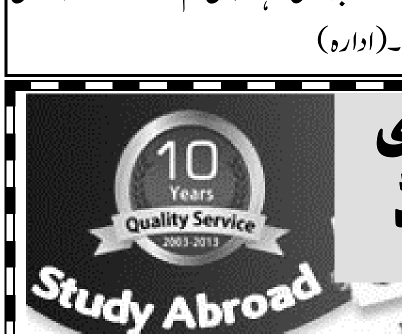

سٹڈی ابراڈ
All Services free of Cost
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association , USA.
• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.
Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh,
Phone : +91 40 49108888.
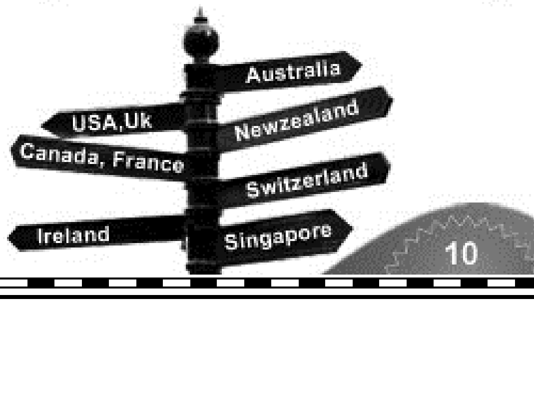

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

وصایا : وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 7281: میں فضل الحق ولد مکرم ہیریش منڈل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 57 سال تاریخ بیعت 2000 ساکن کرتو نیپارا ڈاکخانہ صاحب راپور ضلع مرشدہ آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 13-11-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ تین ڈسمل کھیتی زمین۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/1500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بلبل احمد　　العبد: فضل الحق　　گواہ: ناصر احمد

مسل نمبر 7282: میں مدینہ بیگم زوجہ مکرم فضل الحق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال تاریخ بیعت 2000 ساکن کرتو نیپارا ڈاکخانہ صاحب راپور ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 13-11-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ 69 ڈسمل کھیتی زمین۔ 1 ڈسمل گھر زمین۔ حق مہر -/7000 روپے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: بلبل احمد　　الامۃ: مدینہ بیگم　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7283: میں سکینہ بی بی زوجہ مکرم ستار منڈل صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 45 سال تاریخ بیعت 2000 ساکن کرتو نیپارا ڈاکخانہ صاحب راپور ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 13-11-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/3000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: بلبل احمد　　الامۃ: سکینہ بی بی　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7284: میں منورہ بی بی زوجہ مکرم امجد علی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 36 سال تاریخ بیعت 1999 ساکن نراجپور ڈاکخانہ رائپور، دنکال ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 3-11-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 22 کریٹ 4 گرام، حق مہر -/4000 روپے وصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔　گواہ: ابوطاہر منڈل　　الامۃ: منورہ بی بی　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7285: میں خیر النسا بی بی زوجہ مکرم اشرف الشیخ قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 38 سال پیدائشی احمدی ساکن ابراہیم پور ڈاکخانہ پھرتپور ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 6-11-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی 22 کریٹ 12 گرام، حق مہر -/1000 روپے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: شفاعت اللہ منڈل　　الامۃ: خیر النسا بی بی　　گواہ: اشرف الشیخ

مسل نمبر 7286: میں محمد شفاعت اللہ منڈل ولد مکرم سعید الاسلام صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 31 سال تاریخ بیعت 2000 ساکن گھولڈوباپارا۔ ڈاکخانہ مادھوپور ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 6-11-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ گھر زمین 4 ڈسمل، دو کمرہ پر مشتمل ایک مکان۔ میرا گزارہ آمد از تنخواہ ماہوار -/6000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظہیر الحسن　　العبد: محمد شفاعت اللہ منڈل　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7287: میں ہاجرہ بی بی زوجہ مکرم عبد الرزاق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 50 سال تاریخ بیعت 1996 ساکن کیساپور۔ ڈاکخانہ گوپی ناتھ پور ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 8-11-2014 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/881 روپئے موصول شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ابوطاہر منڈل　　الامۃ: ہاجرہ بی بی　　گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7288: میں اشرف حسین ولد مکرم بابر حسین صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 41 سال تاریخ بیعت 1990 ساکن حامد ہٹی، پلرونڈی ڈاکخانہ سالار ضلع مرشد آباد صوبہ بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ 4-11-2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تنخواہ ماہوار -/7025 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبد المعبود　　العبد: اشرف حسین　　گواہ: ناصر احمد زاہد

کلام الامام

"خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ قرب الٰہی ہے۔"

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 292)

طالب دُعا: قریشی محمد عبد اللہ تیاپوری۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

NAVNEET JEWELLERS　نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Prop. Md. Mustafa　Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA

Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries

Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka

www.intactconstructions.org

Intact Constructions

وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ

Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

افسوس! مکرم حاجی منظور احمد صاحب درویش وفات پاگئے

قارئین بدر کو نہایت افسوس کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم حاجی منظور احمد صاحب درویش مورخہ یکم مئی 2015 کو 85 سال کی عمر میں قادیان میں وفات پاگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

مورخہ 3 مئی 2015 کو جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں محترم محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور قطعہ درویشان میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔ بعد تدفین محترم ناظر اعلیٰ صاحب قادیان نے دعا کروائی۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2015 میں آپ کے اوصاف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’نماز جمعہ کے بعد ایک نماز جنازہ غائب بھی میں پڑھاؤں گا جو ہمارے ایک درویش حاجی منظور احمد صاحب کا ہے۔ ان کی یکم مئی کو 85 سال کی عمر میں قادیان میں وفات ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ چانگریاں ضلع سیالکوٹ میں 1929 میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حضرت نظام الدین صاحب صحابی تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے، اور والدہ بھی آپ کی صحابیہ تھیں۔ ابتدائی تعلیم کے بعد اپنے بھائیوں کے ساتھ آپ نے فرنیچر بنانے کا کام سیکھا۔ 1947ء میں جب تحریک ہوئی کہ حالات کی سنگینی کی وجہ سے قادیان میں خدام کو بلایا گیا ہے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریک پر آپ حفاظت مرکز کے لئے پچیس میل سے زائد سفر پیدل کر کے گہرے پانیوں میں سے گزر کر رتن باغ لاہور میں پہنچے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے پاس وہاں سے بڑی مشکل حالات میں ستمبر یا اکتوبر 1947ء کو قادیان پہنچے۔ ابتدائی درویشان میں شامل ہو کر مخالف حالات میں بڑی بہادری اور جانفشانی سے خدمت کی۔ ابتدائی دنوں میں جبکہ بارشوں کی وجہ سے بعض چھتیں اور دیواریں گر گئیں آپ کو چونکہ ہنر آتا تھا آپ ان کی مرمت کر کے ٹھیک کیا کرتے تھے۔ اسی طرح آپ کو بعض اہم خدمات بھی سپرد کی جاتی رہیں۔ جو کام بھی آپ کے سپرد ہوا آپ نے انتہائی خوش اسلوبی اور محنت کے ساتھ انجام دیا جس میں بہشتی مقبرہ کی دیوار بنانا لائبریریوں کی کتب کی حفاظت کا سامان کرنا وغیرہ شامل تھا۔ قادیان کے ماحول کو سازگار کرنے میں آپ نے غیر مسلموں سے رابطے کئے اور اپنے حسن سلوک سے ان کو اپنا گرویدہ کر لیا۔ آپ ایک نہایت اچھے کاریگر تھے۔ صدر انجمن احمدیہ کی تعمیرات کے لئے راج مستری کے علاوہ لکڑی کا ہر قسم کا کام کر لیا کرتے تھے۔ ضرورت کے مطابق اپنی ذہنی صلاحیت کو بروئے کار لاتے ہوئے کام کے لئے اچھا ڈھنگ نکال لیتے۔ آپ کو منارۃ المسیح پر ماربل لگانے کی سعادت بھی ملی۔ ماربل کی بڑی بھاری سلیں اوپر چڑھانے کے لئے آپ نے لکڑی کا سٹینڈ اور دیسی قسم کی مشین بنائی کیونکہ اوپر چڑھانے کا اور کوئی طریقہ نہ تھا۔ اس کے ذریعہ پورے منارے پر سلیں لگائیں۔ اوپر کا گنبد بنانا بہت مشکل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح سری نگر جموں مسکرہ اور ساندھن کی مساجد اور دہلی کی مسجد اور مشن ہاؤس میں غیر معمولی تعمیراتی کام بڑی حکمت سے کرنے کی سعادت پائی۔ سالہا سال تک جلسہ سالانہ کے موقع پر پنڈال لگانے کا کام بھی کرتے رہے۔ جماعتی اموال کا بہت درد تھا اور ہمیشہ معیار کو برقرار رکھتے ہوئے کم خرچ میں تعمیراتی کام کیا کرتے تھے۔ 1992ء میں حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ آخری وقت تک جماعت کے ہر پروگرام میں شامل ہوتے رہے۔ بڑی سادگی سے آپ کی شادی ہوئی بڑے معجزانہ رنگ میں۔ اہلیہ نے بھی بڑی تنگدستی کے حالات میں صبر و شکر سے ان کے ساتھ گزارا کیا اور آپ کا ساتھ دیا۔ آپ کے چھ بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ سب شادی شدہ ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔ دو بیٹے جواں سالی کی عمر میں وفات پا گئے جن کا صدمہ نہایت صبر سے برداشت کیا۔ آپ کی اہلیہ وفات پا چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا نماز کے بعد جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔‘‘ (ادارہ)

اعلان نکاح

۞ مورخہ 6-4-2015 کو خاکسار کی بھتیجی ناہدہ سونم بنت مکرم ناصر احمد صاحب گلبرگی آف یادگیر کرناٹک کا نکاح مکرم ناصر احمد ملا ابن مکرم عبد الرشید صاحب ملا ساکن بہرم پور ضلع مرشد آباد بنگال کے ساتھ مبلغ -/2,00,000 روپئے (دو لاکھ روپئے) حق مہر پر مکرم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان نے مسجد مبارک میں پڑھایا۔ اس رشتہ کے دونوں خاندانوں کیلئے بابرکت ہونے کیلئے احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔ (ظفر احمد گلبرگی، کارکن دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

۞ مورخہ 24-4-2015 کو مکرم قمر احمد ولد محمد افضل صاحب ساکن ارتال ضلع راجوری کا نکاح مسماۃ طیبہ کوثر بنت مکرم عبد الرشید صاحب ساکن کوئیر کوٹ ضلع راجوری کے ساتھ محترم مولوی بشارت محمود صاحب ریٹائیرڈ مبلغ سلسلہ نے -/1,42,500 (ایک لاکھ بیالیس ہزار پانچ صد) روپئے حق مہر پر پڑھایا۔ اسی روز تقریب رخصتانہ بھی عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت کرے۔ آمین

(محمد افضل بھٹی، جماعت احمدیہ ارتال)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 16

آبادی کے ساتھ شہر کی ترقی ہو جائے۔ کوئی سرکاری محکمہ قادیان میں نہ تھا کہ اس کی وجہ سے قادیان کی ترقی ہو۔ نہ ضلع کا مقام تھا نہ تحصیل کا حتی کہ پولیس کی چوکی بھی نہ تھی۔ قادیان میں کوئی منڈی بھی نہ تھی جس کی وجہ سے یہاں کی آبادی ترقی کرتی۔ جس وقت یہ پیشگوئی کی گئی اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مرید بھی چند سو سے زیادہ نہ تھے کہ ان کو حکماً لا کر یہاں بسا دیا جاتا تو شہر بڑھ جاتا۔ اب اس صورتحال کو سامنے رکھتے ہوئے جو بھی اس پیشگوئی پر غور کرے اور آج کے قادیان کو بھی دیکھے جو ابھی گو بیاس تک تو نہیں پھیلا لیکن اللہ کے فضل سے ترقی کر رہا ہے تو پھر بھی آج کے قادیان کو دیکھ کر ہی اس بات کو نشان قرار دے گا ایک عقلمند شخص بشرطیکہ عقل بھی اور انصاف کی نظر بھی ہو۔ پس یہ خواب جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دیکھا اس کے یہ معنی نہیں کہ اس سے آگے قادیان نہیں بڑھے گا۔ ممکن ہے کہ کسی وقت قادیان اتنا ترقی کر جائے کہ دریائے بیاس قادیان کے اندر بہنے والا ایک نالہ بن جائے اور قادیان کی آبادی دریائے بیاس سے آگے ہوشیار پور کے ضلع کی طرف نکل جائے۔

قادیان میں اب جہاں جماعتی عمارات میں اضافہ ہو رہا ہے دفاتر کے علاوہ کارکنان کے رہائشی کوارٹرز اور فلیٹس بھی بن رہے ہیں دوسری عمارتیں بن رہی ہیں۔ وہاں قادیان کے اپنے رہائشیوں کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے حالات بہتر کرنے کی توفیق دے رہا ہے کہ وہ اپنے بڑے اور وسیع گھر بنائیں۔ اس کے علاوہ ہندوستان کے صاحب حیثیت احمدی بھی اپنی عمارتیں اور گھر بنا رہے ہیں۔ پھر دنیا میں بسنے والے احمدیوں کی بھی اس طرف توجہ ہے لیکن بنیادی چیز وہی ہے جسے ہر احمدی کو سامنے رکھنا چاہئے کہ سب ترقیوں کا راز یا ترقی کا حصہ بننے کا راز خدا تعالیٰ کے گھروں کو آباد کرنے اور اس سے تعلق جوڑنے سے ہے۔ جہاں کسی نے خدا تعالیٰ کو چھوڑا وہاں خدا تعالیٰ بھی چھوڑ دیتا ہے۔ اور یہ اب صرف قادیان کی ترقی سے وابستہ نہیں بلکہ جماعت کی مجموعی ترقی بھی اس سے وابستہ ہے کہ اپنی مسجدوں کو چھوٹا کرتے چلے جائیں اور خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کی امید رکھیں۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف قادیان کی ترقی ہی نہیں بلکہ جماعت کی ہر طرح کی ترقی کا خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے۔ جب ایک نشان ہم پورا ہوتا دیکھتے ہیں تو دوسرے نشان کے پورے ہونے کے بارے میں بھی یقین بڑھتا ہے۔ پس اپنے ایمان کو مضبوط رکھیں خدا تعالیٰ سے تعلق جوڑے رکھیں اور اپنے ایمانوں کی مضبوطی کے لئے دعا بھی کرتے رہیں۔ سورج طلوع ہوگا اور ضرور ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور خدا تعالیٰ کی مدد آئے گی اور ضرور آئے گی۔

حضور انور نے قبروں پر پھول اور چادریں وغیرہ چڑھانے کے متعلق فرمایا:

وقف نو کی کلاس میں ایک بچی نے سوال کیا کہ قبر پر پھولوں کی چادر چڑھانے یا پھول رکھنے میں کیا حرج ہے یہ جائز ہے کہ نہیں۔ اس پر حضرت مصلح موعود نے ایک مرتبہ فرمایا۔ ایسا ہی واقعہ جب آپ کے علم میں آیا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ بعض لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار سے تبرک کے طور پر مٹی لے جاتے ہیں۔ بعض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مزار پر پھول چڑھا جاتے ہیں یہ سب لغو باتیں ہیں ان سے فائدہ کچھ نہیں ہوتا اور ایمان ضائع چلا جاتا ہے۔ بھلا قبر پر پھول چڑھانے سے مردے کو کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ ہاں دعائیں فائدہ دیتی ہیں جو کرنی چاہئیں۔ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ لوگ دفن ہوتے ہیں تو مٹی بن جاتے ہیں یہ قانون ہے۔ قانون قدرت ہے اور جب ایسی حالت ہو تو ظاہری پھولوں کی خوشبوؤں نے کسی کو کیا دینا ہے۔ روحوں کی جزا سزا کے لئے بھی وہ تو اپنی روحیں جو ہیں جزا سزا کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو گئیں اور ہوتی ہیں اور اس روح کو ثواب کے لئے اب دعا کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ ان سے رحمت کا سلوک کرے۔ کسی قسم کا مشرکانہ فعل قبروں پر جا کر نہیں کرنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی نہیں کرتے لیکن بعض دفعہ ایسی باتیں آتی ہیں کہ یہاں بھی بعض لوگ پھول وغیرہ چڑھاتے ہیں اور یہ بے مقصد فعل ہیں ہماری قبروں پہ ایسا نہیں ہونا چاہئے۔

پھر اس طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ احمدیوں میں کس قسم کی دینی غیرت ہونی چاہئے حضرت مصلح موعود نے ایک واقعہ بیان کیا۔ جہاں گالیاں دی جاتی ہیں وہاں جائے ہی کیوں۔ ان کا وہاں جانا ہی بتاتا ہے کہ وہ حقیقی غیرت کے مقام پر نہیں ہیں۔ اگر تمہارے اندر حقیقی غیرت ہو تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام یا اپنے امام اور دوسرے بزرگوں کے متعلق گالیاں سننے کے لئے جاتے ہی کیوں ہو۔ تمہارا وہاں جانا بتاتا ہے کہ تمہارے اندر غیرت نہیں یا ادنیٰ درجہ کی غیرت ہے۔ مجھے یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں آریوں نے لاہور میں ایک جلسہ کیا اور وہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مضمون پڑھا گیا جس میں سب باتیں محبت اور پیار کی تھیں اس کے بعد ایک آریہ نے مضمون پڑھا جس میں شدید گالیاں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھیں اور وہ تمام گندے اعتراضات کئے گئے جو عیسائی اور آریہ کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جب یہ سنا کہ جلسے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئی ہیں تو آپ سخت ناراض ہوئے اور حضرت خلیفہ اول پر بھی بڑے ناراض ہوئے کہ کیوں نہ آپ لوگ پروٹسٹ کرتے ہوئے احتجاج کرتے ہوئے وہاں سے اٹھ کر آ گئے۔ کسی طرح آپ کو یہ گوارا نہیں کرنا چاہئے تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بار بار ناراضگی کا اظہار فرما رہے تھے۔ بہر حال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے تھوڑی دیر بعد معاف کر دیا۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے محترم حاجی منظور احمد صاحب درویش قادیان کا ذکر خیر فرمایا جنکی وفات 85 سال کی عمر میں یکم مئی 2015 کو قادیان میں ہوئی تھی۔ مرحوم کے اوصاف حمیدہ اور طویل خدمات کا ذکر فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی نسلوں کو بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

☆......☆......☆

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Manager: 09464066686
Editor : 08283058886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ
بدر قادیان
The Weekly **BADR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2013-15 Vol. 64 Thursday 14 May 2015 Issue No.20

SUBSCRIPTION
ANNUAL : Rs. 550/-
By Air: 50 Pounds or 80 U.S. $
: 60 Euro
: 80 Canadian Dollar
Postal Reg. No. GDP/001/2013-15

اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کا یہی ذریعہ رکھا ہے کہ ہماری مسجدیں بڑھتی جائیں اور لوگوں سے ہر وقت آباد رہیں۔ جب تک تم مسجدوں کو آباد رکھو گے اس وقت تک تم بھی آباد رہو گے اور جب تم مسجدوں کو چھوڑ دو گے اس وقت خدا تعالیٰ تمہیں بھی چھوڑ دے گا

یہ ترقیاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہیں اور خدا تعالیٰ کا فضل اس کے گھر کی آبادی کا حق ادا کرنے سے بڑھتا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 8رمئی 2015ء بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ جمعہ کو میں نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے واقعات میں قادیان کے ابتدائی واقعات کا ذکر کیا تھا۔ کس طرح اس وقت قادیان کے اردگرد علاقے کی حالت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ سیر کے وقت بھی ایک آدھ آدمی ساتھ ہوتا تھا اور راستہ بھی جھاڑیوں کے بیچ میں سے گزرتا ہوا چھوٹا سا راستہ تھا اور اب قادیان کس طرح ترقی کر رہا ہے اور یہ ترقی عام آبادیوں کی ترقی کی طرح نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا تھا کہ یہ ترقی ہوگی۔ بڑی شاہراہوں اور سڑکوں کے قریب جو آبادیاں ہوتی ہیں وہ تو ترقی کرتی ہیں لیکن قادیان تو ایک کونے میں تھا سڑک بھی نہیں تھی پھر بھی ترقی کی خبر اللہ تعالیٰ نے دی اور پھر ترقی ہوئی اور آجکل کے قادیان کو دیکھنے کے لئے دور دور سے لوگ آتے ہیں بلکہ قادیان کا وہ حصہ جو جماعت کے زیر تصرف ہے اس میں تو اب عمارتوں کی وسعت اور خوبصورتی کی وجہ سے سرکاری اداروں کی طرف سے بعض فنکشن پر انہیں استعمال کرنے کے لئے درخواست کی جاتی ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس ترقی کے نشان کی بعض جگہ اور تفصیل بیان کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات میں کتنا عظیم الشان نشان دکھایا ہے۔ گو تم نے اس زمانے کو نہیں پایا مگر ہم نے اسے پایا اور دیکھا ہے۔ پس اس قدر قریب زمانے کے نشانات کو اپنے خیال کی آنکھوں سے دیکھنا تمہارے لئے کوئی زیادہ مشکل نہیں ہے۔ اور نشانات جانے دو مسجد مبارک کو ہی دیکھو۔ مسجد مبارک میں ایک ستون مغرب سے مشرق کی طرف کھڑا ہے اس کے شمال میں جو حصہ مسجد کا ہے یہ اس زمانے کی مسجد تھی اور اس میں نماز کے وقت کبھی ایک اور کبھی دو صفیں ہوتی تھیں۔ اس حصے میں صرف دو قطاریں نمازکی کھڑی ہو سکتی تھیں اور فی قطار غالباً یعنی فی صف پانچ سات آدمی کھڑے ہو سکتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے جب اس حصہ مسجد سے نمازی بڑھے اور آخری یعنی تیسرے حصے میں نمازی کھڑے ہوئے تو ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ گویا جب پندرہواں یا سولہواں نمازی آیا تو ہم حیران ہو کر کہنے لگے کہ اب تو بہت لوگ نماز میں آتے ہیں۔ ہمیں جو حیرت ہوئی کہ کتنی بڑی کامیابی ہے اس کا قیاس کرو اور پھر سوچو کہ خدا تعالیٰ کے فضل جب نازل ہوں تو کیا سے کیا کر دیتے ہیں۔

پھر اس تبدیلی کا ذکر کرتے ہوئے جو اپنوں میں بھی ہوئی آپ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے یعنی کہ جو عزیز رشتے دار تھے ان میں بھی پھر بعد میں تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ پہلے مخالف تھے پھر وہ جماعت میں شامل بھی ہوئے۔ آپ فرماتے ہیں مجھے یاد ہے کہ ہماری تائی صاحبہ جو بعد میں آکر احمدی بھی ہوگئیں مجھے دیکھ کر کہا کرتی تھیں کہ ’’جیہو جیا کاں اوہو جئی کوکو‘‘ میں بوجہ اس کے کہ میری والدہ ہندوستانی ہیں اور اس وجہ سے بھی کہ بچپن میں زیادہ علم نہیں ہوتا اس پنجابی فقرے کے معنی نہیں سمجھ سکتا تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ میں نے اپنی والدہ صاحبہ سے اس کے متعلق پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ جیسا کوّا ہوتا ہے ویسے ہی اس کے بچے ہوتے ہیں۔ کوّے سے مراد نعوذ باللہ تمہارے ابا ہیں اور کوکو سے مراد تم ہو۔ مگر آپ فرماتے ہیں کہ دیکھو میں نے پھر وہ زمانہ بھی دیکھا کہ وہی تائی صاحبہ جو یہ سب کچھ کہا کرتی تھیں اگر کبھی ان کے ہاں جاتا تو بہت عزت سے پیش آتیں میرے لئے گدا بچھاتیں اور احترام سے بٹھاتیں اور ادب سے متوجہ ہوتیں۔ ان ساری چیزوں کو دیکھ کر تم سمجھ سکتے ہو کہ خدا تعالیٰ جب دنیا کو بدلنا چاہتا ہے تو کس طرح بدل دیتا ہے۔

پس جیسا کہ میں نے کہا یہ واقعات ایمان میں تازگی اور ترقی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلاتے ہیں یہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے قریب کرنے والے ہونے چاہئیں یہ ہمیں بتانے والے ہونے چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ کی تائیدات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہیں ہم نے بھی ان سے حصہ لینا ہے اور قادیان کے رہنے والے احمدیوں کو بھی خاص طور پر اس طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے بہت سے اس بات کو جانتے ہیں اور اس بات کا ذکر بھی ہوتا رہتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قادیان ترقی کرے گا (گزشتہ کچھ خطبوں میں میں نے واقعات بھی بیان کئے تھے) اور اس کا پھیلاؤ دریائے بیاس تک ہو جائے گا۔ یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ایک رؤیا کی بنیاد پر کی تھی۔ تو بہرحال حضرت مصلح موعود نے اس پیشگوئی کو کہ قادیان کی آبادی بڑھتے بڑھتے بیاس تک پہنچ جائے گی اس کو مختلف زاویوں سے بیان فرماتے ہوئے جماعت کے افراد کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور یہ ذمہ داری صرف قادیان کے رہنے والوں کی نہیں بلکہ ہر فردِ جماعت کو اس کو سامنے رکھنا چاہئے۔ ایک تو آپ نے اس حوالے سے ہمیں نمازوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ یہ عجیب بات لگتی ہے کہ آبادی کے بڑھنے کا نمازوں سے کیا تعلق ہے لیکن یہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باتوں میں خوبصورتی ہے کہ ایک بات کے مختلف پہلو بیان فرما کر اس کی اہمیت کو مزید اجاگر فرما دیتے ہیں۔

ہاں یہ عین ممکن ہے کہ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ایک وقت ایسا آئے کہ قادیان میں ایک وسیع مسجد بنائی جائے جس میں تین چار لاکھ نمازی نماز پڑھ سکیں۔ تو دیکھو اللہ تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے کہ لوگوں کی مسجدیں خالی پڑی رہتی ہیں اور ہم اپنی مساجد کو بڑھاتے ہیں تو وہ اور تنگ ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ لوگوں کو مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے جگہ نہیں ملتی۔

حضور انور نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے ہماری ترقی کا یہی ذریعہ رکھا ہے کہ ہماری مسجدیں بڑھتی جائیں اور لوگوں سے ہر وقت آباد رہیں۔ جب تک تم مسجدوں کو آباد رکھو گے اس وقت تک تم بھی آباد رہو گے اور جب تم مسجدوں کو چھوڑ دو گے اس وقت خدا تعالیٰ تمہیں بھی چھوڑ دے گا۔

پس قادیان کی وسعت جماعت احمدیہ کی ترقی اور وسعت صرف رقبہ کے لحاظ سے اور تعداد کے لحاظ سے ہی نہیں ہے بلکہ اس وسعت کا اظہار ہمارے گھروں کی آبادی کے ساتھ ساتھ خدا تعالیٰ کے گھر کی آبادی پر بھی ہے۔ پس ہر احمدی چاہے وہ قادیان کا رہنے والا ہے جس نے قادیان کی ترقی دیکھنی ہے یا ربوہ کا رہنے والا ہے جس نے ربوہ کی ترقی دیکھنی ہے یا کسی بھی ملک کا رہنے والا ہے جس نے جماعت کی ترقی کا حصہ بننا ہے اور جماعت کی ترقی دیکھنی ہے تو اپنی آبادیوں کے ساتھ مسجدوں کو آباد رکھنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ یہ ترقیاں خدا تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہیں اور خدا تعالیٰ کا فضل اس کے گھر کی آبادی کا حق ادا کرنے سے بڑھتا ہے۔ پس آج ہم جب مسجدوں کی تعمیر کی باتیں کرتے ہیں تو ہر جگہ مسجد کے چھوٹے ہونے کی بھی ہمیں کوشش کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خالص تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کبھی ہمیں نہ چھوڑے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر پیشگوئی کو خود بھی بڑی شان سے پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔

پھر حضرت مصلح موعود نے اس پیشگوئی کے حوالے سے جب یہ پیشگوئی کی گئی قادیان کے حالات کا مزید نقشہ کھینچا کہ حالات کیا تھے قادیان کے۔ فرماتے ہیں کہ میں اس پیشگوئی کا ذکر کرتا ہوں جو قادیان کی ترقی کے متعلق ہے پھر فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس کو بتایا گیا کہ قادیان کا گاؤں ترقی کرتے کرتے ایک بہت بڑا شہر ہو جائے گا جیسا کہ بمبئی اور کلکتہ کا شہر ہے گویا نو دس لاکھ کی آبادی تک پہنچ جائے گا اور اس کی آبادی شمالاً اور شرقاً جیسا کہ میں نے کہا یہ اس وقت کے اندازے کے مطابق آپ نے بات کی اور اس کی آبادی شمالاً اور شرقاً پھیلتے ہوئے بیاس تک پہنچ جائے گی جو قادیان سے نو میل کے فاصلے پر بہنے والے ایک دریا کا نام ہے۔ یہ پیشگوئی جب شائع ہوئی اس وقت قادیان کی حالت یہ تھی کہ اس کی آبادی دو ہزار کے قریب تھی سوائے چند ایک پختہ مکانات کے باقی سب مکانات کچے تھے۔ مکانوں کا کرایہ اتنا گرا ہوا تھا کہ چار پانچ آنے ماہوار پر مکان کرائے پر مل جاتا تھا۔ مکانوں کی زمین اس قدر ارزاں تھی کہ دس بارہ روپیہ کو قابل سکونت مکان بنانے کے لئے زمین مل جایا کرتی تھی۔ بازار کا یہ حال تھا کہ دو تین روپے کا آٹا ایک وقت میں نہیں مل سکتا تھا کیونکہ لوگ زمیندار طبقے کے تھے اور خود ہی بجائے اس کے کہ آٹا رکھیں گندم رکھا کرتے تھے اور دانے پیس کر روٹی پکاتے تھے چکیاں تھیں۔ تعلیم کے لئے ایک مدرسہ سرکاری تھا جو پرائمری تک تھا اس کا مدرس کچھ الاؤنس لے کر ڈاکخانے کا کام بھی کر دیا کرتا تھا ڈاک ہفتے میں ایک دفعہ آتی تھی۔ تمام عمارتیں فصیل قصبہ کے اندر تھیں اور اس پیشگوئی کے پورا ہونے کے ظاہری کوئی سامان نہ تھے کیونکہ قادیان ریل سے گیارہ میل کے فاصلے پر تھا اور اس کی سڑک بالکل کچی اور جن ملکوں میں ریل ہوا ن میں اس کے کناروں پر جو شہر واقعہ ہوں انہی کی آبادی بڑھتی ہے یا سڑکیں ہوں یا ریل ہو۔ کوئی کارخانہ قادیان میں نہ تھا کہ اس کی وجہ سے مزدوروں کی

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

شعبہ نور الاسلام کے اوقات
روزانہ صبح 9 بجے سے رات 11 بجے تک جمعہ کے روز تعطیل
فون نمبر: 1800 3010 2131
اس ٹول فری نمبر پر فون کرکے آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India. And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad